
لاہور — اکتوبر [illegible]

[illegible]

[illegible]

اُردو لٹریچر کی چوٹی کی کتابیں

تصنیفات شمس العلماء ڈاکٹر مولوی نذیر احمد مرحوم ایل ایل ڈی۔ ڈی او ایل

مرأۃ العروس لڑکیوں کو امور خانہ داری اور سلیقہ سکھانے کی سب سے بہتر اور مقبول عام کتاب جس پر گورنمنٹ سے ایک ہزار روپیہ انعام ملا۔ .... قیمت [illegible]

بنات النعش۔ مرأۃ العروس کا دوسرا حصہ جس میں لڑکیوں کو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے تعلیمی مضامین لکھے گئے ہیں۔ گورنمنٹ سے پانچسو روپیہ انعام ملا۔ .... قیمت [illegible]

توبۃ النصوح۔ نیک کرداری۔ اخلاق اور مذہبی تعلیم کا بیش بہا ذخیرہ جس پر گورنمنٹ سے ایک ہزار روپیہ انعام ملا۔ .... کاغذ ولایتی [illegible] .... کاغذ دیسی [illegible]

محصنات۔ جس میں دو شادیاں کرنے کی مصیبت کو نہایت صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت [illegible]

ایامیٰ۔ بیواؤں کی دکھ بھری کہانی خود ان کی زبانی ان کے اصلی حالات اور دلی جذبات کا پورا فوٹو۔ نکاح ثانی کی ضرورت .... قیمت [illegible]

ابن الوقت۔ انگریزی وضع کی کورانہ تقلید کی خرابیاں۔ لامذہبی کے نقصانات نتیجہ یہ کہ [illegible] انگریزی طرز معاشرت کے دلدادہ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ .... قیمت [illegible]

تصنیفات مولوی بشیر الدین احمد ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

اقبال دلہن۔ شرفائے دہلی کی روزمرہ زندگی کی دلچسپ تصویر جس میں شادی بیاہ کے رسوم۔ زن و شوہر کے باہمی تعلقات۔ تعدد ازدواج کی خرابیاں وغیرہ دلچسپ قصے کے پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں قیمت .... [illegible]

حسن معاشرت۔ ایک اخلاقی ناول جس میں پھوہڑ اور سلیقہ مند بیبیوں کے حالات زندگی نتیجہ خیز اور نصیحت آمیز پیرائے میں لکھے گئے ہیں .... قیمت [illegible]

صلاح معیشت۔ جس میں ثابت کیا گیا ہو کہ عورتیں ہی مردوں کی بگاڑنے اور سنوارنے والیاں ہیں قیمت [illegible]

لخت جگر حصہ اول۔ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے بیش بہا نصائح اور سہل الاصول تدبیریں درج ہیں۔ حصہ دوم۔ نامور مصنفین کے نصیحت آمیز مضامین کا نادر مجموعہ .... قیمت [illegible]

فغان اشرف۔ دلی کے ایک شریف گھرانے کی مصیبت [illegible] زندگی کا ناول ہلا دینے والا سچا واقعہ۔ قیمت [illegible]

انشائے بشیر۔ عورتوں کے لئے خطوط نویسی کے طریقے۔ سو بچاس خطوط کا مجموعہ .... قیمت [illegible]

ملنے کا پتہ۔ بشیر الدین احمد اینڈ سنز۔ کھاری باولی۔ دہلی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس خدا نے ہم کو پیدا کیا، دیکھنے کو آنکھ، سُننے کو کان، سونگھنے کو ناک، بولنے کو زبان اور بُرا بھلا پہچاننے کو عقل دی کس کا مونھ ہی کہ اُس کی تعریف کر سکے اور جس نبی[1] نے ہم کو نجات[2] کی راہ، دُنیا کی بہتری، عاقبت[3] کی درستی، خدا کی پہچان سکھائی کس کی زبان ہی کہ اُن کی شکرگزاری[4] کا دم بھر[5] سکے؟

اِس کتاب میں بچّوں کے واسطے چند مفید[6] مضمون جمع کر کے اِس کا نام چند پند رکھا گیا ہی۔

صفائی یعنی ستھراپن

بہت ضرور ہی کہ تم اپنے تئیں پاکیزہ اور صاف رکھو۔ میلا کُچیلا رہنا نہایت بُری بات ہی۔ ناصاف رہنے سے بیماری پیدا ہوتی ہی۔ لوگ گھن کیا کرتے ہیں۔ کوئی پاس آنے یا بیٹھنے کا روادار نہیں ہوتا۔ تمام دُنیا کا قاعدہ ہی کہ اپنے تئیں ہر ایک شخص اپنے مذہب یا قوم کے دستور کے مطابق پاکیزہ رکھتا ہی۔ ہندو گنگا جمنا[7] یا کسی دریا یا تالاب یا ندی یا کوئے کے پانی سے ہر روز نہاتے ہیں۔ اہلِ اسلام ہر روز نہیں نہاتے لیکن پانچوں وقت وضو کرتے ہیں

---

[1] یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم [2] چھٹکارا۔ [3] دوسری دُنیا جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہی۔ [4] شکریہ ادا کرنا۔ [5] یعنی دعوے کر سکے۔ [6] فائدہ مند [7] یہ دونوں ہندوستان میں بڑے مشہور دریا ہیں ہمالیہ پہاڑ سے نکلے ہیں الہ آباد میں یہ دونوں مل گئے ہیں۔

اور جمعہ کے جمعہ غسل[1]۔ تم یہ بات سُن کر تعجب[2] کروگے کہ بعض لڑکے مونھ دھونے سے ٹھٹکتے ہیں۔
اُن کا مونھ ناصاف اور اُن کا چہرہ بدرونق رہتا ہو۔ میل کی تہیں اُن کے جسم پر جمی ہوتی ہیں۔
کیسے گندے لڑکے یہ ہوتے ہیں۔ نہ اُن کو کوئی گود میں لیتا ہو نہ اپنے پاس آنے دیتا نہ پیار کرتا۔
جاڑوں میں ٹھنڈے پانی کے استعمال سے اگر تکلیف ہو تو تازہ یا گرم پانی لو لیکن بلاناغہ
مونھ کو دھو کر خوب صاف کرو اور اپنے جسم پر کسی طرح کی گندگی مت رہنے دو۔ خاک اور
مٹی سے کھیلنا بڑے عیب کی بات ہو۔ اس سے کپڑے اور بدن دونوں کا نقصان ہو۔ اسی
طرح ننگے پاؤں نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر تم ننگے پاؤں پھروگے شاید کانٹا یا شیشے کا ٹکڑا
پاؤں میں لگ جائے اس سے تم کو تکلیف ہوگی۔ لنگڑاؤگے لوگ ہنسیں گے اور مدت
تک تم کو دوا لگانی پڑے گی۔

لڑکپن میں رطوبت[3] کا غلبہ[4] ہوتا ہو۔ اس واسطے ناک اکثر بہا کرتی ہو۔ جس لڑکے میں
رطوبت ہو ہمیشہ اُس کو ایک رومال اپنی جیب میں رکھنا چاہیئے۔ جب ناک صاف کرنے
کی ضرورت ہو علیحدہ کونے میں ناک صاف کرنی چاہیئے۔ یا اگر کم ہو تو رومال میں۔ پھر
رومال کو ہر تیسرے روز بدل ڈالنا مناسب ہو۔ لیکن ناک کو دامن یا آستین سے ہرگز
نہیں پونچھنا چاہیئے۔ آٹھویں دن حجامت بنوانی چاہیئے۔ اگر بال زیادہ بڑھ جائیں گے
تو اُن کی جڑوں میں میل جمع ہوگا اور جوئیں پیدا ہوں گی۔ بالوں کا بڑھانا لڑکوں کو
نہایت زبون[5] ہو۔ جو لڑکے بال بڑھاتے ہیں لڑکیوں کی طرح چوٹی کنگھی اور تیل میں مصروف
رہتے ہیں وہ آخر کار بدوضع[6] اور بداطوار ہو جاتے ہیں۔ حجامت کے ساتھ ناخن بھی ترشوانے
چاہئیں۔ ان میں بھی میل بھرا رہتا ہو اور نیلے یا سیاہ بدرنگ ہونے سے لوگوں کو

---

[1] نہانا۔ [2] اچنبھا۔ حیرت [3] تری۔ نمی [4] زیادتی۔ [5] برا۔ [6] بدچلن جس کے ڈھنگ برے ہوں۔

نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اگر خاک میں نہ کھیلو اور ننگے پاؤں زمین پر نہ پھرو اور خاک میں نہ بیٹھو تو سفید کپڑے ہر ہفتے جاڑے میں، اور ہر چوتھے دن گرمی میں بدلا کرو ورنہ بدن کے عرق[1] اور میل سے کپڑوں میں بو ہو جاتی ہے اور اس طرح کی بو بیماری پیدا کرتی ہے۔ اور زیادہ میلا پہننے سے کپڑا بھی گلتا اور سڑتا ہے۔ جاڑے میں کپڑے البتہ دیر تک نہیں بدلے جاتے۔ تاہم آٹھویں دن ایک کپڑا جو پہن چکے چھوڑ دو کہ وہ ایک ہفتہ تک ہر روز دھوپ میں خشک[2] کیا جائے۔ اور اسی طرح ردوبدل[3] تمام موسم میں کرتے رہو۔ کپڑا استعمال سے کم بلکہ بے احتیاطی[4] سے زیادہ اور جلد خراب ہو جاتا ہے۔ کپڑے کو گرد و خاک اور بدن کی نجاست[5]، ناک وغیرہ سے ہمیشہ بچانا چاہیئے۔ کھانے کے وقت لڑکے اکثر کپڑے خراب کر لیا کرتے ہیں۔ کہیں شوربا لگا لیتے ہیں کہیں انگلیاں پونچھا کرتے ہیں۔ یہ سب بے تمیزی کی بات ہے۔

ہمیشہ دسترخوان پر کپڑے سمیٹ کر بیٹھنا چاہیئے۔ عجیب عجیب طرح کی بدتمیزیاں لڑکوں میں ہوتی ہیں۔ کوئی آستین چبایا کرتا ہے، کوئی بند، کوئی دامن۔ ہم کو امید ہے کہ تم ایسی خراب عادت ہرگز اختیار نہ کرو گے۔ بعض ندیدے لڑکے کھانے کی جو چیز اُن کو دی جائے دامن یا ٹوپی میں رکھ لیا کرتے ہیں۔ اس سے ان کی حرص کا اندازہ معلوم ہوتا ہے۔ کپڑا پہننے کے واسطے ہے نہ کھانے کی چیزیں بھرنے اور رکھنے کے لیے۔ بہتر ہوتا کہ ایسے لڑکے بجائے ٹوپی کے دیگچی اوڑھتے اور بجائے انگرکھے کے دسترخوان کا کرتا اُن کو بنا دیا جاتا۔ کھانے کے بعد دانتوں کی جڑوں میں کھانے کے ٹکڑے اٹک جاتے ہیں اور یہ چیزیں مونھ میں رہ کر سڑ جاتی ہیں۔ اس کے واسطے ہمیشہ خلال[6] کرنا اور کلی کے

[1] پسینہ۔ [2] سکھایا جائے۔ [3] الٹ پلٹ۔ [4] بے خبری [5] گندگی۔ [6] تنکا جس سے دانت کرید تے ہیں۔۱۲

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سونے میں آدمی کو خبر نہیں ہوتی لیکن مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ عادت بد ترک[1]
ہو۔ سونے میں تکیہ اونچا رکھنے یا کم کھانے سے عجب نہیں کہ یہ عیب خود بخود جاتا رہے۔
سوتے میں سر شمال کی طرف رکھنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ چار طرف ہیں۔ اوّل مشرق یعنی پورب جدھر سے آفتاب[2] نکلتا ہے اور
مغرب یعنی پچھم یا پچھاں جس طرف آفتاب ڈوبتا ہے۔ پورب کی طرف موُنھ کر کے کھڑے
ہو تو داہنے ہاتھ کی طرف جنوب یعنی دکھن اور بائیں ہاتھ کی طرف شمال یعنی اُتر کہلاتا ہے۔

دس برس کی عمر کے بعد لڑکوں کو الگ چارپائی پر سوتا چاہیئے کسی مرد یا عورت
کے ساتھ سونا گو وہ مرد اپنا باپ اور گو وہ عورت اپنی ماں ہو نہیں چاہیئے۔ گرمی میں سوتے
وقت کپڑا اُتار ڈالنا مضائقہ[3] نہیں لیکن پائجامہ کسی حالت میں نہیں اُتارنا چاہیئے۔
پائجامے کے عوض لنگی باندھنا بھی مناسب نہیں کیوں کہ سوتے میں اکثر بے خبری کی حالت
میں لنگی کھل جانے سے بے پردگی ہوتی ہے۔ سوتے میں اُٹھ کر پانی پینا بہت ضرر[4] کرتا ہے۔
اس واسطے جب سونے کا قصد[5] کرو تو پانی تھوڑی سی پیاس بھی ہو تو پی کر سویا کرو۔
بہت ضرور ہے کہ سونے سے پہلے حوائج[6] ضروری سے قصد کر کے فراغت کر لو۔ مبادا سوئی
حالت میں تم ضبط حاجت پر قادر[7] نہ رہ سکو جب تک زور کی نیند نہ معلوم ہو سونے کا
قصد مت کرو۔ گرمی میں دری یا سوزنی اور جاڑے میں روئی دار توشک بچھانی
چاہیئے۔ لیکن آرام کی عادت ایسی مت ڈالو کہ بے تکیے اور بچھونے کے نیند نہ آئے۔
بلکہ کبھی کھری چارپائی پر بے تکیے اور کبھی بے فرش بھی سو رہنا چاہیئے۔ اگر سوتے میں

---

[1] چھوٹ جائے۔ [2] سورج۔ [3] حرج۔ [4] نقصان۔ [5] ارادہ [6] پیشاب پاخانہ وغیرہ۔ [7] یعنی روک نہ سکو۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

طرف سے مونھ پھیر کر کھانسنا اور چھینکنا چاہیئے۔ اگر مونھ سے کوئی چیز نکل کر ہاتھ میں لگ جائے تو چھپا کر رومال میں پونچھ لو۔ بلکہ بہتر یہ ہی کہ اُٹھ کر ہاتھ دھولو اور مونھ کو صاف کر لو۔ روٹی کو بے ضرورت ٹکڑے کرنا اور توڑنا بے تمیزی ہی۔ بھری ہوئی اُنگلیاں روٹی یا دسترخوان سے پونچھنا نہیں چاہیئے بلکہ ایسی احتیاط سے کھاؤ کہ اُنگلی نہ بھرنے پائے اور اگر بھر گئی ہو تو اُس کو چاٹ لو۔ رکابی میں ایک طرف سے کھانا چاہیئے تاکہ جو بچ جائے اُس سے لوگ نفرت[1] نہ کریں۔ اگر رکابی کی سب چیز تم کھا چکے ہو تو رکابی کو پونچھ کر صاف کرو۔ اگر کھانے میں ہچکی آئے تو پانی پینا چاہیئے گو پیاس نہ ہو۔ اور اگر اُچھو آئے تو اوپر دیکھنا چاہیئے۔ دسترخوان پر اور لوگوں کی رکابیوں پر نظر کرنا ناپسندیدہ بات ہی۔ اگر دسترخوان پر کئی قسم کا کھانا ہی تو نمکین سے شروع کرنا چاہیئے اور آخر میں بھی مونھ نمکین کرنا چاہیئے۔ اگر اچار بھی ہو تو کھانے سے پہلے اچار کا چکھ لینا مفید ہی۔ اگر تم کو بوجہ علالت یا بوجہ ثقالت[2] کسی کھانے سے منع کیا جائے تو اُس کے کھانے کا قصد مت کرو۔ کھانے کے بعد مونھ صاف کرنے کی غرض سے پان کھانے کا مضائقہ نہیں لیکن پان کی عادت ڈالنی بُری بات ہی۔ پانی کھڑے ہو کر کسی حالت میں نہیں پینا چاہیئے۔ اور ہمیشہ دو دم[3] بیچ میں لے کر پینا مناسب ہی۔ کھانے میں بہت پانی پینا نقصان کرتا ہی۔ جہاں تک ہو سکے پانی میں کمی کرو۔ اگر کوئی غیر آدمی کھانا کھاتا ہو اور تم اُس کے پاس جا نکلو تو اُس کے پاس کھڑا ہونا اور بیٹھنا نہ چاہیئے۔ اور اگر وہ تم کو کھانے میں شریک کرنا چاہے اور کھانے کے لیئے کہے تو عذر[4] کرو۔ بازار کی مٹھائی وغیرہ کبھی کبھی کھانے کا مضائقہ نہیں لیکن عادت کرنا اور چاٹ لگانا سخت عیب کی بات ہی۔ لڑکوں کو عموماً مٹھائی کی طرف

---

[1] گھن۔ گھائیں۔ [2] گرانی۔ بوجھ۔ بھاری پن۔ [3] سانس۔ [4] حیلہ بہانہ۔

بہت رغبت ہوتی ہے۔ لیکن کثرت سے مٹھائی کھانے میں دودھ کے دانتوں کو نہایت ضرر[1] ہے۔ کیڑا لگ جاتا ہے اور مسوڑے کمزور ہو جاتے ہیں اگر اتفاق سے کھانے میں دیر ہو اور تم کو بھوک لگی ہو تو گھبرانا اور بے قرار ہونا نہیں چاہیے۔ اگر کھانے میں کسی غریب کا بچہ آ کھڑا ہو اور تم کو دیکھنے لگے اور خوف یا شرم کے سبب نہ مانگ سکے تو تم خود اُس کو اپنے کھانے میں سے دو اُس میں دریغ کرنا نہ چاہیے۔ یا اگر کھانے میں کسی فقیر کی صدا تمہارے کان میں پڑ جائے تو ضرور اُس کو بھیج دینا چاہیے۔ بعض اوقات لوگ نیت کا امتحان[2] کرنے کو بھی کھانا یا کپڑا یا اور کوئی چیز تم سے مانگیں تو بلا تامل خوشی سے دینا چاہیے۔ اگر اتفاق سے کسی کے گھر مہمان جاؤ تو گو تم کو بھوک لگے کھانا مت طلب کرو جب تک وہ لوگ خود کھانا تمہارے روبرو[3] نہ حاضر کریں۔ اگر اور مہمان یا اُن کے بچے کھانا کھاتے ہوں تو اُن کے پاس بھی مت جاؤ ورنہ لوگ جانیں گے کہ یہ لڑکا کھانے کے لالچ سے یہاں کھڑا ہے۔

لباس یعنی کپڑے

شروع میں کپڑا اِس غرض سے ایجاد ہوا تھا کہ سردی اور دھوپ کی تکلیف بدن کو ایذا[4] نہ دے اور جتنا بدن کا چھپانا ضروری ہے وہ لوگوں کی نظر سے پوشیدہ[5] رہے۔

مردوں کو ناف کے نیچے گھٹنوں تک ہمیشہ پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ اتنے بدن میں سے کسی جگہ کا کھولنا بے حیائی[6] کی بات ہے۔ اور جن لوگوں کو خدا نے بہت حیا عنایت فرمائی ہے وہ اور بدن بھی نہیں کھولتے۔ اس گرم ملک میں ہر وقت تمام بدن کا پوشیدہ رکھنا مشکل ہوتا ہے اس واسطے لوگ گھروں میں سر کھلے ننگے بدن بھی رہتے ہیں۔ لیکن گھر کے

[1] نقصان۔ [2] جانچ پڑتال۔ [3] سامنے [4] تکلیف۔ دکھ۔ [5] چھپا ہوا۔ [6] بے شرمی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بعض لوگوں کو تکیہ کلام[1] کی عادت پڑجاتی ہے۔ لوگ مونھ پر لحاظ کے سبب کچھ نہیں کہتے،
پیٹھ پیچھے ہنسی اُڑایا کرتے ہیں۔ ان دنوں لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام کر لیا ہے۔ لیکن غضب
یہ ہے کہ اس کو عیب بھی نہیں سمجھتے۔ جس کو دیکھو بے واللہ[2] کے ایک لفظ نہیں بولتا۔
ان کم بختوں کو بات بات میں خدا کا نام لینے سے بھی باک[3] نہیں۔ قسم کو تکیہ کلام کرنا تو
درکنار[4] مطلق[5] قسم بھی بے ضرورت کھانا عیب ہے۔ قسم بے اعتباری کا تمغہ[6] ہے۔ اس
واسطے کہ اگر قسم کھانے والا اپنی بات کو لائق پذیرائی[7] جانتا تو قسم کیوں کھاتا اور اس
دشمن عقل کو اتنا خیال نہیں کہ جس کی بات کا اعتبار نہیں اُس کی قسم کا کب اعتبار ہوگا۔

جو بات کرو نرمی اور عاجزی اور آہستگی کے ساتھ کرو۔ سخت بات کہنا یا چلّا کر بولنا ہرگز
نہیں چاہیئے۔ اگر تم کو کسی پر غصہ بھی آئے تو بد زبانی مت کرو۔ ابے یا ابے یا تو کر کے
بولنا بھی گالی کے برابر ہے۔ جو لوگ تم سے کم درجہ ہیں یہاں تک کہ اپنے نوکر و خدمتگاروں
سے بھی بھائی میاں اور جی کہہ کر بات کرنی چاہیئے۔ تاکہ سب لوگ تم کو جی سے پیار کریں۔

جب کوئی تم کو پکارے تو اگر اپنا بزرگ یا بڑا ہے تو بہت ادب کے ساتھ جواب دو کہ
حضرت حاضر ہوا، یا ارشاد فرمایئے، یا کیا حکم ہے۔ اور اگر اپنے سے کم درجہ ہے تو یوں جواب
دینا چاہیئے۔ کیوں بھائی کیا کہتے ہو، کیا کام ہے۔ لیکن پکارنے کا جواب ہاں نہیں ہے جیسا
کہ اکثر لڑکے بولتے ہیں۔ یہ بولی جانوروں میں سے گائے بیل کی بولی سے بہت ملتی ہے۔
پس نامناسب ہے کہ آدمی ہو کر جانوروں کی بولی بولو۔ جب تم مردانے میں مردوں کو
کو باتیں کرتے سنو تو اُن کی گفتگو پر غور کرو۔ کیوں کہ بھلے مانس آپس میں گفتگو کرتے ہیں

---

[1] وہ بات جس کو انسان گفتگو میں بے قصد بار بار کہے۔ [2] خدا کی قسم۔ [3] ڈر، خوف۔ [4] ایک طرف [5] بالکل
[6] جو بیضے کی شکل کا بطور انعام یا یادگار کسی کارگزاری کے دیا جاتا ہے اور یہاں مراد ہے علامت یا نشان [7] قبولیت

سلام اور سلام کا جواب۔ مزاج پوچھنا اور مزاج پرسی کا جواب۔ عیادت[1]، اور تسلی کا جواب، اور تعزیت[2]، اور مبارک باد، اور کسی کے کلام پر جرح[3]، اور اعتراض[4] اُس کی تردید[5] یا اُس کی تائید[6]، اور خوش خبری[7] کا دینا یا خبر بد پہچانا، اور مدح[8] و ذم[9]، اور مباحثہ[10]، مناظرہ[11]، اظہار علاقہ، ادائے شکریہ، درخواست[12] والتماس[13]، عذر[14] و معذرت، استعفا[15]، اظہار اشتیاق[16]، شکوہ[17] و شکایت، تأسف[18]، بشاشت[19]، اور ہر طرح کی بات چیت کسی طرح پر ہوتی ہو اُن کے لفظ ہمیشہ یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ اور جب تم کو بھلے مانسوں سے گفتگو کا اتفاق ہو تو وہی لفظ بولو جو تم نے بھلے مانسوں کو بولتے سُنے۔ ہرچند درستی گفتگو کی بے علم نہیں ہو سکتی لیکن علم والوں اور بڑے لکھوں کی گفتگو پر دھیان[20] لگانے اور غور کرنے سے بیشک بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ بے علم لوگ مزاج کو مجاز۔ منضج[21] کو کوئی منجش کوئی منجز۔ اور نسخے کو نُخسا کہتے ہیں۔ اور اسی طرح سیکڑوں لفظ ہیں جن کو بے پڑھا آدمی صحیح نہیں بول سکتا۔ پس تم کوشش کرو کہ جلد جلد پڑھ لو تو تمہارا روزمرہ[22] درست ہو جائے۔ یہ بولی جو ہم تم بولتے ہیں اردو کہلاتی ہے۔ اور یہ بولی بہت پُرانی نہیں ہے۔ پُرانی بولی عربی ہے اور عرب کے ملک میں جہاں لوگ حج کو جاتے ہیں اب تک عربی بولی جاتی ہے۔ اور عربی زبان میں علم کی ہزاروں کتابیں ہیں فارسی بھی بہت پُرانی بولی ہے اور اس زبان میں بھی علم کی تو کم، قصے کہانی کی بہت کتابیں ہیں۔ فارسی بولی ایران میں بولی جاتی ہے۔ یہ ملک جس میں ہم رہتے ہیں ہندوستان ہے یہاں

---

[1] بیمار پرسی [2] ماتم پرسی [3] زخم کھاؤ۔ مجازاً بمعنی اعتراض [4] کسی بات میں عیب نکالنا [5] کسی کی بات کو رد کرنا [6] مدد کرنا۔ [7] اچھی خبر سُنانا۔ [8] تعریف [9] بُرائی [10] کسی سے بحث کرنا۔ [11] بحث [12] خواہش چاہنا [13] عرض۔ [14] عذر، حیلہ بہانہ۔ [15] معافی مانگنا۔ مجازاً نوکری چھوڑنے کی درخواست کو بھی کہتے ہیں۔ [16] شوق [17] گلہ۔ [18] افسوس [19] خوشی [20] خیال۔ [21] جو دوا معدہ ملائم کرنے کے واسطے جلاب سے پیشتر دی جاتی ہے [22] ہر روز کی بات چیت۔

کی اصلی بولی سنسکرت تھی۔ پھر بھاکا بولنے لگے۔ اکبر بادشاہ کے وقت میں بہت بڑا لشکر دہلی میں رہتا تھا۔ اُن میں عرب، ہندوستان، ترکستان، فارس ہر ملک کے آدمی نوکر تھے اور اپنے اپنے دیس کی بولی بولتے تھے۔ مدت تک سب ملتے رہے اور سب کی بولیاں گڈمڈ ہوکر یہ نئی بولی پیدا ہوئی جو اُردو ہے اور ہم تم بولتے ہیں۔ پس اُردو بولی اس ملک سے نکلی۔ اس طول داستان سے مطلب یہ ہے کہ تم اس ملک میں پیدا ہوئے اور اس ملک میں پرورش پاتے رہے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمہاری زبان سے خود تمہارے ملک کی بولی کا کوئی نادرست لفظ نکلے۔ پس غور کرکے اپنا روزمرہ صحیح اور درست کرلو کہ تم سچے اہلِ زبان بن جاؤ۔

جب تک لڑکوں کی شادی نہ ہوجائے اُن کو غزل[1] شعر[2] اور گیت پڑھنا اور گانا نہیں چاہیئے بلکہ جہاں گانا ہو وہاں کھڑا ہونا یا بیٹھنا بھی اچھا نہیں۔ بھلے مانس اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہر چند بولی ایک ہی لیکن مردوں اور عورتوں کے لب ولہجہ[3] میں بڑا فرق ہے جو کہ تم مرد ہو عورتوں کا لب ولہجہ مت اختیار کرو۔ اور جو شخص مرد ہوکر عورتوں کی طرح بولتا ہے وہ ہیجڑا کہلاتا ہے۔ بلکہ عورتوں کی حرکات اور انداز بھی مردوں کو اختیار کرنے نہیں چاہیئیں تم جس طرح مردوں کا چال چلن دیکھو اُس کی بے کم وکاست[4] پیروی[5] کرو۔ بات صاف اور آہستہ سمجھا کر کہنی چاہیئے۔ جلد ہرگز مت بولو۔

ادب

تم کو سمجھنا چاہیئے کہ گو آدمی سب ایک طرح کے ہیں۔ دو کان، دو ہاتھ، دو آنکھیں،

---

[1] وہ نظم جس میں عشق کی باتیں ہوں۔ [2] نظم۔ [3] بول چال۔ روزمرہ۔ [4] جس میں کمی نہ ہو۔ [5] تقلید۔

[illegible]

حالت پر نظر کرو۔ بے ادب شاگرد کو اُستاد بے دلی سے پڑھاتا ہے بھولا ہوا پوچھتا ہے تو ٹالنے
میں مبالغہ کرتا ہے اور کہتا ہے کیوں بے! ایک دفعہ کا بتایا ہوا یاد نہیں رکھتا۔ اُٹھ کان پکڑ کر
کھڑا ہو۔ بے ادب بیٹا ماں سے کچھ چیز مانگتا ہے تو ماں کہتی ہے مُوئے تیرے نام کو جلتا ہوا
انگارا جان مار تو نے خوب جلایا ہے۔ باپ کو آنے دے تو دیکھ کیسا ٹھیک بنواتی ہوں۔ بے ادب
جس حاکم کے دربار میں جاتا ہے تو چپراسی الگ دھکے دیتے ہیں۔ مذکوری الگ کان پکڑتے
ہیں۔ ادب صرف حکم ماننا نہیں ہے۔ اگر تم باپ کا حکم مانو تو تم نے باپ کا ادب پورا نہیں
کیا بلکہ ادب میں حکم ماننے کے علاوہ دل سے اطاعت اور دل سے تعظیم یعنی بڑائی کرنا اور
لحاظ ضروری ہے۔ تم پر جس جس کا ادب لازم ہے اُن کو خوب جُھک کر سلام کیا کرو۔ جہاں تک
ہو سکے اُن کی خدمت کرو۔ اُن کے سامنے بدلحاظی کی کوئی بات مت کرو۔ یہاں تک کہ نشست
و برخاست میں بھی اتنا خیال کرو کہ اُن کی طرف پُشت مت ہونے دو۔ اُن سے اونچے مت
بیٹھو۔ اُن کی طرف پاؤں مت کرو۔ اُن سے آگے مت چلو۔ اُن سے باتیں ردّ و کد مت کرو۔
اُن کے سامنے بہت مت بولو۔ اور بہت مت ہنسو۔ اُن سے آنکھ مت ملاؤ۔ اُن کا نام نہ لو ہرچند
کوئی پوچھے۔ اور جو ضرورتاً لو بھی تو بہت ادب کے ساتھ نام سے پہلے لفظ جناب اور نام کے بعد
صاحب لگا کر لو۔ جب تم اتنی باتیں کرو گے تو ادب والے پیارے بیٹے کہلاؤ گے۔ جو لڑکے اپنے
بڑوں کا ادب نہیں کرتے دُنیا میں ہمیشہ کے واسطے ذلیل و خوار رہیں گے۔ کیسے کمبخت ہوتے
ہیں وہ بیٹے جو ماؤں کو جواب دیتے ہیں اور اُن کی تعظیم نہیں کرتے۔ بہتر تھا کہ بجائے ایسی
ناہموار اولاد کے سانپ پیدا ہوتے یا عورت بانجھ ہوتی اور ایسی ناشدنی اولاد دنیا میں نہ پیدا

۱ تالی ۲ پیادے ۳ بیٹھنا ۴ اُٹھنا ۵ پیٹھ ۶ تکرار ۷ جو برابر نہ ہو۔ مجازاً معنی بے ادب۔
۸ اُس عورت کو کہتے ہیں جس کے بچے نہ ہوتے ہوں۔ ۹ بے نصیب جس سے اُمید نہ ہو کہ کچھ ہو گا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور بلبلوں اور تیتروں میں کشتی لڑاتا ہے۔ جانوروں کا خون ہوتا ہے اور سنگ دلوں[1] کو ہنسی اور کھیل ہے۔ پنجروں[2] کے جانوروں کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ یقین نہ ہو تو آزما لو کوّا تیس برس تک جیتا ہے۔ تم کو اس آزمائش کے لیے چاہیے کہ ایک کوّے کو پکڑ کر قفس[3] میں بند کرو شاید تیس ہفتے بھی زندہ نہ رہے گا۔ اگر ایسے کھیل کھیلنے کو تمہارا دل چاہے۔ تو تم آدمی نہیں بلکہ قصائی ہو۔ تمہارے دل میں رحم اور ترس نہیں تم سے ڈرنا چاہیے شاید تم کسی کو کاٹ بھی کھاؤ گے۔ گنجفہ[4]، شطرنج، چوسر، یہ سب کھیل بھی تم کو نہیں آ سکتے۔ ان کے کھیلنے کو عقل چاہیے لیکن جس کسی کو لڑکپن میں ان کھیلوں کی لت[5] پڑ جاتی ہے وہ علم و ہنر سے بے بہرہ[6] اور کمال حاصل کرنے سے بے نصیب رہ جاتا ہے۔ کبڈی، گیند بلا، گلی ڈنڈا، آنکھ مچولی وغیرہ اس قسم کے کھیل کھیلنے کا مضائقہ نہیں لیکن اس شرط سے کہ گلی کوچے میں نہ ہو۔ اور ذلیل لڑکوں کے ساتھ نہ ہو اور دو گھڑی سے زیادہ نہ ہو وہ بھی فرصت کے وقت مثلاً شام کو جب کہ لکھنے پڑھنے سے فراغت ہو سبق یاد ہو گیا ہو، اور کوئی کام کرنے کو باقی نہ ہو۔ لڑکے کھیل میں اکثر نقلیں کیا کرتے ہیں نقل بھی کرو تو اونچے آدمی کی، نہ یہ کہ کہار بنو اور ڈولی اٹھاؤ یا گاڑیبان بنو اور گاڑی چلاؤ۔ الغرض کھیل میں حوصلہ بلند اور ہمت بڑی ہوئی اور طبیعت چالاک ہے۔ بادشاہ بنو، کوتوال بنو، سرداری کی بات ہاتھ سے جانے نہ دو۔ اسی طرح خدا نقل سے اصل بھی کر دے گا۔ کھیل واسطے تفریح[7] طبع کے ہے۔ کوئی ضروری کام نہیں ہے پس کھیل میں ایسا مصروف[8] ہونا کہ تمام دن کھیلتے رہو لکھنے پڑھنے کا حرج کرو کسی طرح جائز نہیں بعض کھیل خاص لڑکیوں کے ہیں جیسے گڑیاں کھیلنا۔ وہ لڑکوں کو نہیں کھیلنے چاہییں۔ بلکہ لڑکوں کو

---

[1] سخت دل۔ بے رحم [2] پنجرہ [3] گنجفہ، شطرنج، چوسر یہ ایک قسم کے کھیل ہیں اور ان کی تشریح یہاں بیان نہیں کی جاتی کہ ایسا نہ ہو لڑکے دیکھیں [4] بری عادت [5] بے نصیب [6] دل بہلانے [7] لگے رہو گئے رہو

لڑکیوں میں بیٹھنا یا اُن کے کھیل میں شریک ہونا بھی اچھا نہیں گو اپنی بہنیں اور کنبہ کی لڑکیاں ہوں۔ جیسے لڑکوں کے ساتھ تم کو کھیلنے کی اجازت دی گئی یعنی عزت دار بھلے مانسوں کے بیٹے اور اشراف زادے اگر ایسے لڑکے تم کو میسر نہ آئیں تو کسی طرح گھر میں جی بہلا لیا کرو۔ پاجی لڑکوں کے پاس تم گئے اور پاجی ہوئے۔ مکتب یا مدرسے میں بھی صرف اُن ہی لڑکوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنی چاہیئے جو عزت دار اور اونچے خاندان کے ہیں۔

عقل

عقل تو آدمی میں خدا پیدا کرتا ہے لیکن لڑکپن میں عقل درست نہیں ہوتی۔ جب آدمی خوب لکھ پڑھ لیتا ہے اور دُنیا کا نیک و بد[1] گرم و سرد[2] بار بار آزماتا ہے تب کہیں تیس چالیس برس کی عمر میں کمالِ عقل حاصل ہوتا ہے۔ بالفعل[3] تمہارے سمجھنے کو ایک بہت موٹی بات کہی جاتی ہے وہ یہ کہ تم غور کرو تمہارے ماں باپ نانا اور ماموں وغیرہ جو رشتے میں بزرگ[4] ہوتے ہیں تمہارے دوست ہیں یا دشمن۔ اگر تم کو یہ لوگ پیار کرتے ہیں تم کو ہر طرح کا آرام دینا چاہتے ہیں۔ اچھا کھانا اور اچھا کپڑا خود نہیں کھاتے اور پہنتے بلکہ تم کو کھلاتے اور پہناتے ہیں تو دوستی ہے ورنہ دشمنی۔ اگر تم ان لوگوں کو دشمن تجویز کرو تو بڑے درجے کی نادانی اور احسان فراموشی[5] ہے اور یہ تجویز تمام دُنیا کی تجویز سے مخالف[6] ہے۔ یہ لوگ تو آدمی ہیں جانور تک تو اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں۔ بس مجبور[7] ہو کر تم کو ماننا پڑے گا۔ کہ یہ سب تمہارے دوست اور سچے دلی دوست، تمہاری بہتری کے خواہاں، تمہارے آرام کے

[1] اچھا بُرا۔ [2] مراد یہ ہے کہ بھلی بُری سب طرح کی باتیں۔ [3] ابھی [4] بڑے [5] احسان بھول جانا۔
[6] اُلٹی۔ [7] عاجز و ناچار۔

طالب ہیں اور پھر یہ بھی تم کو تسلیم کرنا ہوگا کہ ان لوگوں میں تم سے زیادہ عقل ہے یہ لوگ بہ نسبت تمہارے بہت پہلے سے دنیا میں ہیں بہت سے آرام دیکھ چکے ہیں بہت سی تکلیفیں اُٹھائے بیٹھے ہیں۔ بہت کچھ پڑھا اور دیکھا ہے۔ بس ایسی حالت میں تم کو چاہیے کہ اپنے تئیں بزرگوں کے ہاتھ میں اس طرح چھوڑ دو جیسے بیمار اپنے تئیں طبیب[1] کے ہاتھ میں چھوڑ دیتا ہے۔ جب طبیب نے بیمار کو نسخہ لکھ دیا تو بیمار یہ نہیں پوچھتا کہ اس میں آلوبخارا سرد[2] ہے اور مجھ کو کھانسی ہے نقصان کرے گا۔ یا جُلّاب میں املتاس تلخ اور ہیک[3] دار ہے مجھ سے نہیں پیا جائے گا۔ یا مونگ کی اُبالی کھچڑی میرے حلق سے نہیں اُترتی۔ بلکہ جو طبیب کہتا ہے وہ کرتا ہے اور آخر کو اچھا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بزرگ جو نصیحت تم کو کریں حرف بحرف اُس کی تعمیل کرو۔ کسی چیز یا کام کو منع کریں مت کرو۔ کوئی کام کرنے کو کہیں ضرور کرو اگرچہ اُس کی وجہ نہ معلوم ہو سکے۔ ابھی تمہاری عقل خام ہے۔ کسی طرح سے قابلِ اعتماد[4] نہیں۔ تمہارا نیک و بد تمہارے بزرگ خوب سمجھتے ہیں جیسے بیمار کا بھلا طبیب خوب پہچانتا ہے۔ لیکن اگر بیمار کو بتائیں املتاس اور وہ پئے گلقند سیوتی اور کہیں کھچڑی، کھائے کباب یا پلاؤ۔ اور تجویز کریں فاقہ اور وہ حلق تک کھانا ٹھونس لے تو وہ بیمار کبھی اچھا نہ ہوگا۔ اسی طرح لڑکے کو کہیں کہ پڑھو اور وہ کھیلے اور کہیں کہ گھر میں شوخی مت کرو اور وہ برتن پھوڑنے لگے اور لڑائی کو منع کریں اور وہ مقابلہ کرے اور جواب دے تو ایسا لڑکا انجام کو دنیا میں کبھی آرام سے نہ رہے گا۔ جو تم کو کہا جائے دلیل اور حجت کی ضرورت نہیں سمجھ لو کہ یقیناً تمہارے فائدے کی بات ہے اور اگر تمہارے فائدے کی بات نہ ہوتی تو نہ کہی جاتی۔

---

[1] حکیم۔ [2] ٹھنڈا۔
[3] ایک قسم کی بدبو۔ [4] بھروسہ، اعتبار۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

رہنا بس غنیمت ہے۔ بیماری ایک طرح کا عذاب[1] ہے جو تکلیف کے علاوہ آدمی کے سب کام بند کر دیتی ہے۔ اگر بیماری کا رنج کسی کو ہو تو دنیا کے تمام عیش و آرام اس کی نظروں میں ہیچ[2] ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی سے بات کرنے کو جی چاہتا ہے، نہ کھانا مزے کا معلوم ہوتا ہے، نہ کسی شغل میں جی بہلتا ہے۔ واضح ہو کہ بیماری موت کا پیام ہے۔ موت بے بیماری کے بہت کم ہوتی ہے اور جب بیماری سخت اور عرصہ دراز[3] کی ہو جاتی ہے تو اکثر انجام[4] اس کا موت ہے۔ بس بیماری سے زیادہ انسان کا کوئی دشمن نہیں۔ جہاں تک ہو سکے اس دشمن سے بچو اور اس دشمن کو اپنے پاس مت آنے دو۔

اب تم پوچھو گے کہ بیماری کو کوئی شخص اپنی خواہش سے بھی بلاتا ہے؟ سب دکھ سکھ خدا کی طرف سے ہیں۔ اگر بیماری کی تکلیف تقدیر[5] میں ہے تو کس کے ٹالے ٹلتی ہے؟ اس سے بچنا کس کے اختیار میں ہے۔ اور اگر بیمار نہ ہونا اختیاری بات ہوتی تو دنیا میں کوئی بیمار نہ ہوتا۔ شاد باش[6]۔ بات تو معقول پوچھی لیکن سمجھو کہ بدن میں کوئی دکھ پیدا ہو، اصل اس کی پیٹ کا فساد ہے۔ لوگ پیٹ کی خبر گیری اچھی طرح نہیں کرتے، اسی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں۔ اگر نقصان کرنے والی کوئی چیز کھا لو تو اس کا نقصان فوراً معلوم نہیں ہوگا۔ اس دھوکے میں لوگ پڑے ہیں۔ لیکن زندگی کی اصل پیٹ ہے۔ کھانا پانی اول پیٹ میں جاتا اور وہاں ہضم ہوتا یعنی پکتا اور گلتا ہے۔ اور اس کا عمدہ عرق[7] جگر میں جا کر خون بنتا ہے اور پھوک انتڑیوں کی راہ نکل جاتا ہے۔ خون جو جگر میں بنتا ہے اس کے ساتھ بلغم[8]، سودا، صفرا پیدا ہوتی ہے۔ بلغم ادھ کچرا خون ہوتا ہے۔ سودا تلچھٹ جو جل کر نیچے بیٹھ جاتا ہے اور صفرا ابال جو جوش کھا کر

---

۱ دکھ۔ ۲ ناچیز، بے کار جس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔ ۳ مدتوں کی۔ ۴ آخر کار۔ ۵ قسمت کا لکھا۔ ۶ دعا ہے، خوش رہو۔ ۷ نچوڑ۔ ۸ کف۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مگر ملے گا وہی جو تقدیر میں ہے۔ پس بہتر ہے کہ آدمی تقدیر پر قناعت[۱] کرے۔ لڑکوں
کے لالچ اور طرح کے ہیں جس سے ندیدہ پن ظاہر ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ کوئی کھانا کھاتا ہو اور آپ
کھڑے دیکھتے ہیں۔ بلکہ کھانے والے کی طرح آپ بھی مونھ چلاتے جاتے ہیں۔ یا مزے کا کھانا یا
کوئی لذیذ[۲] چیز یا اچھا کپڑا دیکھا لوٹ گئے۔ ارادہ یہ کہ سب کا سب ہم کو ملے۔ یا باہر سے کھانے
کی کوئی چیز آئے تو دروازے تک دوڑے گئے۔ "آپا جی پلاؤ" "باجی مٹھائی"۔ اور پھیر لانے
والے نے سر سے نہیں اتاری اور انھوں نے مانگنا شروع کیا۔ اب لالچ گھر کا نام خراب کرتا ہے
لوگ کہیں گے فلانے کے بچے کیسے بدنیت اور بھوکے ہیں۔ کھانے کو ترستے ہیں۔ پس
بہت احتیاط کرو جب باہر سے کوئی چیز آئے بے پروائی کے ساتھ خبر نہ ہو۔ مانگنا بڑی
شرم کی بات ہے اور اگر مانگنا منظور ہو تو چپکے سے تنہائی میں اپنی ماں سے مانگو۔ اس کا
عیب نہیں۔ پھر ایسی نیت بھی ٹھیک نہیں کہ جو چیز ہو سب کی سب تم کو ملے۔ آخر دوسرے
بچے بھی تو ہیں۔ اور پھر بچے کھائیں تو بڑوں نے کیا قصور کیا ہے۔ اُن کا بھی تو پیٹ ہے۔
اُن کو بھی میٹھی چیز مزے کی معلوم ہوتی ہے۔ گھر میں جو چیز ہو گی سب کو حصہ رسدی[۳] ملے گی
کیا وجہ کہ تم کو سب حوالے کر دی جائے۔ جب دیکھتے ہیں کہ غیروں کے روبرو لڑکے بدنیتی
ظاہر کرتے ہیں اور چیز آتی دیکھ دوڑے اور گرے پڑتے ہیں تو ہم کو بہت رنج ہوتا ہے
کہ خدایا رنگ[۴] برنگ کی نعمتیں تو آئے دن ان کو کھلاتے ہیں اور پھر یہ بھوکے کے بھوکے
اُس وقت جی چاہتا ہے کہ آخر لوگوں میں نام تو بدنام ہوتا ہے۔ آئندہ سے ان کو کچھ مٹھائی
وغیرہ نہ دی جائے۔ اُس سے قطع[۵] نظر لڑکوں کے مزاج میں لالچ کا جڑ پکڑنا[۶] نہایت زبون ہے۔
لالچ ایسا مرض ہے کہ افیون کے نشے کی عادت کی طرح اس کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور بیمار کو

---

۱ صبر۔ ۲ مزیدار۔ ۳ بقدر حصہ۔ ۴ طرح طرح۔ ۵ علاوہ ۶ جم جانا۔ ۱۲

خبر نہیں ہوتی۔ لالچ کی چاٹ لڑکوں کو چوری سکھاتی ہے۔ کیوں کہ جب اُن کی طمع[1] کو جائز طریقہ سے سیری[2] نہیں ہوتی تو اُن کو ناجائز طور سے چیزوں کے حاصل کرنے پر آخر کار دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ لالچ تخم[3] حسد ہے جس کی مذمت[4] تم آئندہ پڑھو گے۔

تکبّر

اس کے یہ معنی ہیں کہ اپنے تئیں بہتر اور بڑا سمجھنا۔ اب غور کرو کہ آدمی اپنے تئیں کن باتوں میں بہتر سمجھتا ہے۔ ذات، دولت، حُسن[5]، زور۔ ذات میں بہتر سمجھنا یہ ہے کہ مثلاً تم شیخ ہو کسی جلاہے یا سقے کو ذلیل سمجھو صرف اس واسطے کہ وہ جُلاہا یا سقہ ہے۔ لیکن اگر غور کرو تو تم اور سب آدمی یکساں ہیں۔ خدا نے سب کو ایک صورت کا بنایا ہے۔ بھوک پیاس سب کو برابر ہے مزا سب کو ہے پھر اپنے تئیں بہتر سمجھنا نادانی ہے۔

دولت کا نشہ بھی غضب کا نشہ ہے۔ سچ کہتے ہیں گیہوں کی روٹی کو فولاد کا پیٹ درکار ہے جہاں پیٹ بھرا اور مستی سوجھی۔ غریبوں کو ناچیز سمجھنے لگا۔ اگر کوئی غریب برابر بیٹھ گیا تو بھویں سکڑ چلیں۔ پیشانی میں چین[6] پڑ گئی کہ لیجے تو دو کوڑی کا آدمی ہمارے برابر بیٹھا ہے۔ یا تو نے ہم کو سلام نہ کیا۔ یا ہم کو دیکھ کر تعظیم[7] کے واسطے کھڑا نہ ہوا۔ لیکن خوب یاد رکھو کہ دُنیا میں کوئی حالت قابلِ اعتماد کے نہیں۔ اکثر ایسے اتفاق پیش آتے ہیں جو خواب و خیال میں نہ تھے اور ہماری حالتوں کو دفعتہً[8] بدل دیتے ہیں۔ دولت دنیا کی ایک لہر ہے آئی اور گئی۔ دولت کے واسطے بڑے بڑے خوف و خطر ہیں۔ بس جس آدمی کو خدا نے فراغتِ معاش[9]

---

[1] لالچ۔ [2] آسودگی۔ [3] بیج۔ [4] بُرائی۔ [5] خوبصورتی۔ [6] بل۔ [7] ادب کرنا۔ [8] یکایک۔
[9] روزی کمانے کا طریقہ۔ ۱۲

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوتا ہے بہ نسبت چھوٹی آنکھ کے؟ اور کیا پتلی اور اٹھی ہوئی سیدھی ناک کی قوت شامہ[1]
زیادہ تیز ہوتی ہے بہ نسبت موٹی چھوٹی چپٹی ناک کے؟ اعضا[2] سے جو اصل فائدہ ہے سب میں
یکساں حاصل ہے۔ زور کا غرور خاص کر جوانوں کو ہوتا ہے۔ شباب[3] کا وقت، ہاتھ پاؤں میں
طاقت، کسی کو مال[4] موجود نہیں سمجھتے لیکن زور ایسی چیز ہے کہ ناچیز اور ذلیل جانوروں میں
آدمی سے زیادہ ہے۔ بڑے زبردست پہلوان پر دو گٹھے لکڑی لاد دو اور کہو کہ آغا[5] کا ٹھو لیجئے تو
کہ لکڑیوں کے بوجھ میں آغا سے ہلا بھی نہ جائے لیکن گدھا ایسے ایسے چار گٹھے خوشی سے
اٹھا لیتا ہے۔ آغا تو دودھ ملائی خدا جانے دنیا کی کیا کیا نعمتیں کھاتے ہیں اور دو گٹھے لکڑیوں کے
نہیں سہار سکتے بے چارہ گدھا گھاس پھوس کھاتا اور سوکھے ٹھنٹے[6] چباتا اور ان سے
زیادہ طاقت رکھتا ہے۔

ایک پہلوان شیخی بگھار رہا تھا کہ میں پانی کا بھرا ہوا چرس[7] سنبھال سکتا ہوں چرس
کھینچنے والے نے جواب دیا کہ آپ تو سنبھال سکتے ہیں اور یہ میری بدھیا تمام دن چرس
کھینچا کرتی ہے۔ پھول والوں[8] کے میلے میں بارہ روپیے کو لی تھی اس کو پندرہ برس ہو چکے۔
بس ایسی بات پر گھمنڈ جس میں جانوروں کو ہم پر ترجیح[9] ہو انسان کو نہایت نازیبا ہے۔ جیسے
حسن کا اعتبار نہیں زور کا اس سے زیادہ اعتبار نہیں۔ ایک دن کی تپ میں تو بڑے
زبردست کی چولیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں۔

غرض اس طول مقال[10] سے یہ ہے کہ ذات یا دولت یا حسن یا زور کوئی چیز گھمنڈ کرنے کے

---

[1] سونگھنے والی۔ [2] جمع عضو کی بمعنی جوڑ بند۔ [3] جوانی۔ [4] وقعت۔ [5] بڑے بھائی۔ [6] ٹکڑے۔
[7] یورپ میں کوئڑ کہتے ہیں۔ [8] یہ دہلی کا ایک مشہور میلہ ہے قطب صاحب میں سال کے سال برسات میں ہوا کرتا ہے
اور چونکہ پھول کے پنکھے ان کے مزار پر چڑھاتے ہیں اس وجہ سے پھول والوں کی سیر کہلاتی ہے۔ [9] غلبہ۔ [10] لمبی گفتگو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس طرح یہ خوف کی جڑ دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ بے شک آدمی کو اپنی جان کی حفاظت فرض ہے۔ خصوصاً لڑکوں کو زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ اندھیرے میں اکیلے نہ جائیں۔ بلکہ خالی مکان میں بھی تنہا جانا مناسب نہیں ہے۔ لیکن یہ ممانعت تم کو اس وجہ سے نہیں کی جاتی کہ خالی مکان میں یا اندھیرے میں کوئی بھوت بیٹھا ہوتا ہے۔ بھوت کی کچھ اصل نہیں ہے۔ یہ بھی ایک طرح کی چال لوگوں کے توہم نے بنا رکھی ہے۔ جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے وہ ہر وقت ہماری حفاظت کرتا ہے۔ ہم سوتے ہیں اور خدا کے فرشتے ہم پر پہرہ دیتے ہیں۔ بلکہ چلتے پھرتے میں ٹھوکر لگ جاتی ہے تو خدا کے فرشتے ہم کو سہارا لگاتے اور سنبھالتے ہیں پس ہم کو زیادہ حاجت در کار نہیں ہے۔ دنیا میں بہت چیزیں ہماری جان کی دشمن ہیں۔ سانپ، بچھو، شیر، بھیڑیا وغیرہ۔ لیکن گو ہمارے دشمن بعض بعض ہم سے طاقت زیادہ رکھتے ہیں۔ ہم کو خدا نے عقل کی طاقت بخشی ہے جس کے زور سے آدمی ہاتھی جیسے بڑے جانور کو مطیع اور فرماں بردار بنا لیتا ہے۔ شیر اور چیتے کو پنجرے میں بند کرتا ہے۔ مرکھنے بیلوں کی ناک میں ناتھ اور اونٹ کی ناک میں نکیل ڈالتا ہے۔ گھوڑے کے منہ میں لگام دیتا ہے۔ اور سب جانوروں سے خدمت کراتا اور کام لیتا ہے۔ چونکہ عقل کے ہتھیار ہمارے پاس ہیں ہمارا رعب اور خوف دنیا کے جانوروں پر غالب ہے۔ بڑے چھوٹے سب جانور کاٹنے والے اور پھاڑنے والے ہم سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ بھیڑیے اور شیر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ سانپ بلوں میں۔ اگر بھوت واقع میں کوئی چیز ہو تو وہ ہم سے ایسا ڈرتا ہے کہ نہ جنگل میں ہے نہ بل میں بلکہ صرف وہم کرنے والے کے دل میں۔ پس ایسی چیز سے ڈرنا یا اس کو موجود سمجھنا نہایت درجہ کی نادانی ہے۔ ہم نے تم کو اندھیرے اور خالی مکان میں جانے سے اس واسطے منع کیا کہ شاید کوئی موذی جانور بیٹھا ہو اور تم اس کے دفع پر قادر نہ ہو سکو

۱ اصل۔ ۲ چونکہ۔ ۳ وہم۔ ۴ مارنے والے۔ ۵ دباؤ۔ ۶ ایذا دینے والا۔ ۷ دور کرنا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دعویٰ رکھیں گے۔ آج ماں باپ کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہیں کل کو بڑے ہو کر خدا کی تقسیم پر ضرور اعتراض کریں گے۔

انسان کو چاہیئے کہ اپنی حالت پر قانع رہے جس حالت میں خدا نے رکھنا پسند کیا ہو وہی مصلحت ہو اگرچہ ہم اپنی بد عقلی سے اُس مصلحت کو نہیں سمجھ سکتے۔ تم لڑکو! ماں باپ کو اپنا مالک جانو۔ جو اُنھوں نے دیا خوشی سے لیا شکوہ مت کرو۔ کوئی تو وجہ ہو کہ ماں باپ نے تم کو کم دیا ہو۔ شاید وہ چیز زیادہ تم کو نقصان کرتی، یا تم کو کسی اور چیز میں زیادہ حصہ مل چکا ہو، یا دینا منظور ہو۔ حسد کی بنیاد ہمیشہ عداوت ہوتی ہو یعنی جس شخص سے تم کو پہلے سے دشمنی ہو اُس کے نفع سے تم کو ناخوشی ہوتی ہو۔ اب تم ذرا اپنی اور اپنے دشمن کی حالت پر غور کرو اُس کو کامیابی کی مسرت ہو اور تم کو حسد کی کلفت۔ پس دشمن جیت میں رہا اور تم ہار میں۔ یہ کیسا بُرا پیچ تم نے اختیار کیا۔ حسد کی کلفت تم کو دشمن نے تو ہرگز نہیں پہنچائی۔ کیوں کہ یہ تو ایک خیالی تکلیف ہو اور خیال خود تمھارے دل سے پیدا ہوا۔ پس تم آپ اپنے دشمن ہو کہ اپنے تئیں تکلیف دیتے ہو۔

وقت

زندگی کا تو مذکور نہیں کہ اُس کو خداوند تعالیٰ نے اپنے خاص ید قدرت میں رکھا ہو جس کی جس قدر حیات خدا نے مقرر کر دی ہو اگر دنیا کے تمام بادشاہ، تمام حکیم، تمام طبیب جمع ہو کر ایک پل زیادہ کرنا چاہیں تو ممکن نہیں۔ لیکن زندگی کے سوائے دنیا میں جو نقصان ہو اُس کی کچھ نہ کچھ تلافی ہو، مگر نہیں ہو تو وقت کی۔ جو گھڑی گذر گئی وہ کسی طرح پھر تمھارے

بانٹنا۔ بہتر۔ گوارا۔ خوشی۔ رنج۔ طریقہ۔ ہاتھ۔ بدلا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بکھیڑوں میں تم اس طرح پھنسے ہوگے جس طرح دلدل میں گدھا۔ ایک طرف تو فکرِ[1] معاش تم کو سر کھجانے کی مہلت نہ دے گی۔ دوسری طرف انتظامِ تعلقات تم کو دم نہ لینے دے گا۔ اُس وقت کسبِ کمال کا کیا مذکور اگر حواس برقرار[2] رکھ کر اُن ہی کاموں سے عہدہ[3] برآ ہو جاؤ تو صد آفریں[4]۔ پس یہ خیال ہرگز ہرگز اپنے دل میں مت آنے دو کہ ابھی سیکھنے کا بہت وقت رہا ہے۔ ایسی کیا بھاگڑ مچی ہے کہ رات دن لکھنے پڑھنے کے پیچھے کوئی مر مٹے۔ اگلا حال کچھ کسی کو معلوم نہیں۔ کون جانے کہ تندرستی رہے یا نہ رہے، زمانہ فرصت دے یا نہ دے، یہ سب سامان جو اب مہیا[5] ہیں میسر ہوں یا نہ ہوں۔ بے شک وقت کی قدر و قیمت اور اُس کی بھاگا بھاگ تو یہ چاہتی ہے کہ خواب و خور اپنے اوپر حرام کرکے رات دن کتاب پر سے سر نہ اٹھاؤ۔ لیکن انسان کی طبیعت کو خدا نے تازگی پسند کیا ہے کیسا ہی کوئی دلچسپ شغل ہو ایک عرصے کے بعد ضرور اُس سے جی گھبرا اٹھتا ہے اور طبیعت اکتانے[6] لگتی ہے اور اگر طبیعت کو مجبور کرکے اُس کام پر لگائے رہو تو وہ کام بھی اچھی طرح نہیں ہوتا اور حواس بھی کند اور غبی ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے مناسب ہے کہ شغلِ مطالعۂ کتاب ایسے اعتدال کے ساتھ جاری رکھو کہ تندرستی کو خلل نہ پہنچے اور ہمیشہ چند قسم کا شغل رکھو۔ مثلاً نظم و نثر، تاریخ، جغرافیہ، حساب ایک ساتھ پڑھو۔ جب نثر سے طبیعت ملول ہوئی نظم دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر تاریخ پڑھی۔ کچھ دیر جغرافیہ کی سیر کی۔ پھر حساب میں طبع آزمائی کی۔ ان سب سے گھبرائے تو کچھ لکھنے بیٹھ گئے۔ جب رات کو سونے لگو تو التزام[7] کے ساتھ جی میں حساب کرو کہ آج ہم نے کونسی نئی بات حاصل کی۔ اگر معلوم ہو کہ آج کچھ نہیں سیکھا تو جانو کہ دن رائیگاں گیا

[1] دُنیا کے کاروبار کا فکر۔ [2] قائم۔ درست۔ [3] سبکدوش۔ [4] شاباش [5] موجود۔
[6] اُچاٹ۔ [7] پابندی۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

طاقت سے بہت تیز چلتا ہے۔ دوسرے جہاز ڈانڈے اور چپّو سے کھیتے ہیں یا مستول[1] پر بادبان باندھتے ہیں کہ ہوا اُن میں بھر کر جہاز کو چلاتی ہے۔ پس اگر مشرق کو جانا ہو اور ہوا بھی پچھوا ہو تو بادبان بہت کام آتا ہے۔ لیکن اگر پُروا ہوا ہوئی تو بادبانی جہاز اُلٹا چلنے لگتا ہے۔ دخانی جہاز میں اپنی ذاتی قوت ہوتی ہے۔ وہ ہوا کا محتاج نہیں۔ گرمی کے دنوں میں جب آندھیاں زور شور سے آتی ہیں تو ہوا کے جھکولوں سے سمندر کا پانی لہریں لیتا ہے۔ اُس کی لہریں غضب کی لہریں ہوتی ہیں جن میں جہاز اکثر ڈوب جاتے ہیں۔ سمندر کے راستے ناخدا یعنی جہاز چلانے والوں کو معلوم ہوتے ہیں کبھی اٹکل سے اور کبھی ستاروں کے پتے سے اور کبھی قبلہ نما[2] کے ذریعے سے سمت معلوم کرتے ہیں۔ انگریز مقناطیس کام میں لاتے ہیں۔ یہ ایک لوہا ہوتا ہے اس کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ شمال و جنوب یعنی اُتر دکھن کو رہتا ہے۔ سمت معلوم کرنے کے واسطے بہت اچھی چیز ہے بے شک سمندر میں ڈوبنا بڑے خوف کی بات ہے لیکن سفرِ دریا سے ڈرنا عقل کے خلاف ہے اس طرح کے اتفاقات زمین پر خشکی میں بھی پیش آ جاتے ہیں جن سے آدمی ناگہاں مر جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی مکان گرا سب گھر والے دب کر سوتے کے سوتے رہ گئے۔ آگ یکایک لگ گئی محلے کا محلہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ پس کیا ایسے اتفاقات سے مکانوں میں اُٹھنا بیٹھنا یا شہروں کا رہنا چھوڑ دیتے ہیں؟ اسی طرح جہاز کا ڈوبنا بھی ہمیشہ نہیں ہوتا۔ شاذ و نادر کبھی ہوتا ہے۔ پھر بھی لاکھوں جہاز رات دن سمندر میں چلا کرتے ہیں۔

انگریزوں کی ولایت سمندر پار ہے۔ دیکھو انگریزی لباس ہر طرح کا اور انگریز اور اُن کی

---

[1] کشتی یا جہاز میں ایک لمبا ستون ہوتا ہے جس میں بادبان باندھ دیا جاتا ہے کہ اُس میں ہوا بھر کر کشتی یا جہاز چلے۔ [2] ایک قسم کا آلہ ہے جس سے قبلہ کا رُخ دیکھا جاتا ہے۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہندوستان میں بندھیاچل، اروَلی پربت وغیرہ اور بھی پہاڑ ہیں۔ مگر ہمالیہ کی شان کو نہیں پاتے۔ پہاڑوں میں شادابی[۱] بہت ہوتی ہے۔ جابجا چشمے سرد و خوش گوار پانی کے رواں[۲] ہیں۔ رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں۔ جانور درختوں پر کلولیں کرتے ہیں۔ عجیب لطف ہوتا ہے۔

پہاڑوں سے جس طرح پانی نکلتا ہے آگ بھی نکلتی ہے۔ ایسے پہاڑوں کو جن سے آگ نکلے ہندو جوالا مکھی اور مسلمان کوہِ آتش فشاں[۳] کہتے ہیں۔ کبھی پہاڑوں سے ایسی زور کی آگ نکلتی ہے کہ پتھروں کی بڑی بڑی چٹانیں چٹک جاتی ہیں۔ اور اُن کے صدمے سے تمام زمین ہل جاتی ہے جس کو زلزلہ اور دیہاتی ہالا اور بھونچال کہتے ہیں۔ پہاڑوں میں لعل، ہیرا، فیروزہ، سُرمہ گندھک، لوہا، تانبا، سیسہ، رانگا، سیماب یعنی پارہ، سونا، چاندی وغیرہ نکلتا ہے۔ اور جس جگہ سے یہ چیزیں نکلتی ہیں اُن کو کان یا کھان کہتے ہیں۔

بہت اونچے پہاڑوں پر برف پڑتی ہے۔ اور گرمیوں میں وہی برف آفتاب کی گرمی سے پگھل کر چشموں کی راہ دریاؤں میں پانی ہوکر بہتی ہے۔ بڑے بڑے دریا سب پہاڑوں سے نکلے اور سب سمندروں میں جاکر گرے ہیں۔ زمین کے اندر اندر ہزاروں چشمے پانی کے بہتے ہیں اور جہاں کو کھودتے ہیں پانی نکلتا ہے۔ پانی اصل میں شیریں[۴] ہے لیکن زمین میں بدمزہ مٹی اور چیزوں کے ملنے سے تلخ اور کھاری بھی ہو جاتا ہے۔

پانی گرمی پاکر ہوا بن جاتا ہے۔ ایک دیگچی میں پانی بھر کر چولھے پر رکھ دیا جائے اور آنچ کی جائے تو تھوڑی دیر میں بھاپ ہوکر پانی اُڑ جائے گا۔ لیکن یہ بھاپ پھر بھی پانی بن سکتی ہے۔ اگر چینی میں سرد پانی بھر دیا جائے تو وہی بھاپ پہلے پانی سے ہوا ہوکر اُٹھتی اور

۱ سرسبزی ۲ جاری ۳ آگ برسانے والا ۴ میٹھا۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

گٹھلی چھوٹی، پوست باریک۔ سبحان اللہ کیا بات ہی! خربوزہ۔ تربوز بھی مزے دار چیز ہی مگر تربوز کو نقصان کے ڈر سے لوگ کم کھاتے ہیں۔

زمین پر بہت بڑے بڑے ملک آباد ہیں۔ انگریزوں کی ولایت کو انگلستان اور جہاں حج کو جاتے اُس کو عرب اور جہاں فارسی بولی جاتی ہی اُس کو فارس اور عجم کہتے ہیں۔ امریکہ، روم، چین، فرانس، یونان بھی بڑے مشہور ملک ہیں۔ امریکہ کو نئی دُنیا بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ تین یا پونے تین سو برس سے اُس کا ہونا معلوم ہوا ہی۔

ہر ملک میں ایک بادشاہ ہوتا ہی۔ اس ہندوستان میں پہلے ہندو راجہ تھے پھر مسلمانوں نے آکر فتح کیا۔ اور سات سو برس کے قریب تک اہل اسلام اس پر بادشاہت کرتے رہے۔ اب سو برس سے انگریزوں نے اس ملک پر کامل قبضہ کر لیا ہی۔ انگریزوں کا بادشاہ ان دنوں[1] عورت ہی جس کا نام ملکہ وکٹوریہ ہی۔ ان کا شوہر ملک جرمنی کا شاہزادہ تھا۔ اب چند سال سے ملکہ وکٹوریہ بیوہ ہو گئی ہیں۔ بڑا بیٹا البرٹ پرنس آف ویلز ولی عہد ہی۔ ہندوستان میں ملکہ کی طرف سے ایک وزیر رہتا ہی جس کو گورنر جنرل کہتے ہیں اور عام لوگ لاٹ صاحب۔ ملکہ وکٹوریہ انگلستان کے شہر لندن میں رہتی ہیں۔ اس سلطنت میں آرام اور امن بہت ہی۔ اور انگریزوں کی قوم نہایت دانشمند ہی۔ اُنھوں نے ملک داری کا قانون قاعدہ بہت درست کیا ہی۔ گنگا کی شاخ نہر اور ریل اور تار برقی یہ تین چیزیں بڑے نمود کی انگریزوں کی عملداری میں یہاں جاری ہوئیں۔ اب ہندوستان میں انگریزوں کے سوائے کوئی دوسرا بادشاہ نہیں ہی۔ انگریزوں نے اپنی خوشی سے نواب اور راجہ بنا رکھے ہیں۔ غدر سے پہلے تک لکھنؤ میں واجد علی شاہ اور دہلی میں

[1] کمال ستہ ملکہ وکٹوریہ کے بعد اُن کا بیٹا ایڈورڈ ہفتم بادشاہ ہوا اور اب جارج پنجم ملکہ آنجہانی کا پوتا بادشاہ ہی۔

بہادر شاہ برائے نام بادشاہ تھے۔ واجد علی شاہ نے ناچ رنگ میں نام کی سلطنت غارت کی اور بہادر شاہ نے غدر میں۔ اب کشمیر، پٹیالہ، کپورتھلہ، گوالیار، جودھ پور، اودے پور، جے پور، اندور میں بڑے بڑے راجہ ہیں۔ اور رام پور، ٹونک، حیدرآباد، بہاول پور میں نواب۔ صرف بھوپال میں سکندر بیگم تھیں۔ اب اُن کی بیٹی شاہجہاں بیگم[۱] مسند نشینِ حکومت ہیں یہ راجہ اور نواب اور بیگم سب انگریزوں کے زیرِ حکومت ہیں اور خراج دیتے ہیں۔ ہندوستان کے باہر روس، روم، فارس، فرانس، چین میں بڑے بڑے بادشاہ ہیں۔ روس اور فرانس میں بھی انگریزوں کی سلطنت ہے۔ مگر ان انگریزوں کی نہیں۔

روم اور فارس میں مسلمانوں کی، چین میں چینی بادشاہ ہے۔ یہ بادشاہ ایک دوسرے سے لڑا کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ سلطان روم اور شاہ فرانس اور ملکۂ انگلستان ایک طرف اور شاہِ روس اور شاہِ ایران دوسری طرف تھے۔ بڑی بھاری لڑائی ہوئی تھی روس نے شکست[۲] کھائی۔

ان دونوں بادشاہوں کی لڑائی کا ایک بڑا خوفناک نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ پرشیا[۳] کی افواجِ قاہرہ[۴] نے شاہ فرانس کو قید کر کے ملک فرانس کو جو آبادی اور ثروت[۵] اور تکلیفات زندگی کے ایجاد میں روئے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا یکسر[۶] خاک سیاہ کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار[۷]۔

کابل میں مسلمان امیر حاکم ہے۔ مگر وہاں کے لوگ آئے دن آپس میں لڑا کرتے ہیں۔

۱؎ شاہجہاں بیگم کے بعد اُن کی بیٹی نواب سلطان جہاں بیگم حکمراں ہوئیں اب اُن کے صاحبزادے نواب حمید اللہ خاں حکمراں ہیں۔ ۲؎ یعنی ہار گیا ۳؎ شاہنشاہِ جرمن ۴؎ غالب ۵؎ تمول، دولت۔ ۶؎ بالکل ۷؎ پس عبرت پکڑو تم اے آنکھوں والو

روئے زمین پر انگریزوں سے زیادہ کوئی زبردست بادشاہ نہیں ہے۔ روس اِن کی ٹکر کا ہے مگر اُس کے پاس اتنا روپیہ نہیں اور مُلک اُس کا اُجاڑ ہے۔

خشکی میں جابجا دریا بہتے ہیں۔ اُن میں سے گنگا، جمنا ہندوستان میں بہت مشہور ہیں اس واسطے کہ ہندو اِن کی پرستش کرتے ہیں ورنہ سندھ اور گھاگرا بہت بڑے دریا ہیں پنجاب میں ستلج، بیاس، راوی، چناب، جہلم پانچ دریا ہیں اور پانچوں دریائے سندھ میں مل گئے ہیں۔ گنگا، جمنا الہ آباد کے قلعے کے نیچے مل گئی ہیں۔ دریاؤں میں کشتیاں چلتی ہیں اور کہیں دریاؤں پر پُل بنا ہوتا ہے دہلی میں ریل کا پُل بہت عمدہ ہے۔

ہندوستان میں ہزاروں شہر ہیں اِن میں دہلی، لاہور، آگرہ، لکھنؤ، بنارس، کلکتہ، حیدرآباد، مدراس، بمبئی، بڑے مشہور شہر ہیں۔ اب کلکتہ سے بڑھ کر ہندوستان میں کوئی شہر نہیں۔ یہ شہر انگریزی عملداری میں بسا۔ اور چوں کہ گورنر جنرل صاحب کا قیام گاہ ہے اب اس کو دارالخلافہ یا دارالسلطنت کہنا چاہیئے۔ ورنہ پہلے دہلی[1] دارالسلطنت تھی۔ چوں کہ دُنیا کی سب حالتیں بدلتی ہیں شہر بھی کبھی بستے کبھی اُجڑتے ہیں۔ قنوج ایسا گمنام ہے کہ تم اُس کے پاس کو آئے گئے مگر تم نے اس کا نام بھی نہ سُنا ہوگا۔ پہلے بہت بڑا شہر تھا اب گاؤں رہ گیا ہے سو بھی ویران۔ کالپی بھی شہر تھا اب گاؤں سے بدتر ہے۔ کانپور، میرٹھ اور چھاؤنیوں کے مقامات حال میں آباد ہوتے گئے ہیں بعض شہروں میں کوئی چیز نامی اور مشہور بھی ہوتی ہے کشمیر کی زعفران اور دوشالہ اور قلمدان۔ لاہور کے ریشمی ازار بند[2] آگرے میں سنگ تراشی کا کام اور دری۔ دہلی میں سادہ کاری اور مرصع[3] زیور اور جوتی۔ بنارس کا گلبدن اور کمخواب۔ لکھنؤ کا تاش بادلہ اور بدری اور خربوزہ متھرا کے کھرچن۔

[1] پوجا۔ [2] دسمبر ۱۹۱۱ء سے پھر شہر دہلی ہندوستان کا دارالسلطنت قرار پایا ہے۔ [3] جڑاؤ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کسی کو قتل[1] کیا۔ کسی کو پھانسی دی۔ تب خدا نے ان کو سزا دینی شروع کی۔ قحط[2] پڑے۔ وبائیں نازل ہوئیں۔ آسمان سے پتھر برسے۔ زمین کے تختے کے تختے اُلٹ دیئے۔ یہاں تک کہ نوح پیغمبر کے وقت میں سب کو ڈبو دیا کہ زمین اُس ناپاکی سے صاف ہو۔ لیکن آج کے دن تک آدم کی اولاد خدا کا مقابلہ کرتی جاتی ہے اور اُس سے منحرف[3] ہے۔

بعض خدائی کا دعویٰ کر گزرے ہیں اور ایسے تو ہزاروں خدا کے بندے اب بھی ہیں جو خدا کو نہیں مانتے اور اُن کی عقلیں اس بات کو جائز رکھتی ہیں کہ دُنیا کا یہ تمام انتظام جس کی بنیاد[4] نہایت دانشمندی اور حکمت پر ہے خود بخود چلا جاتا ہے۔ خدا کو خوب معلوم ہے کہ اُس نے کتنے پیغمبر بھیجے ہیں لیکن اس مقام پر چھ پیغمبروں کا حال مختصر[5] جو زیادہ دلچسپ ہے لکھا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام[6]

حضرت نوح کی عمر بہت بڑی ہوئی۔ ان کے وقت میں آدمی بالکل خدا کو بھول گئے تھے۔ حضرت نوح کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت نوح تمام دن لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے اور ایمان کی راہ دکھاتے۔ برسوں برابر وعظ کہتے رہے مگر لوگوں پر مطلق اثر نہ ہوا۔ بلکہ لوگ نوح کے دشمن ہوتے گئے اور اُن کی خدمت میں گستاخیاں[7] کرنے لگے۔ پتھر مارتے اور اُن کو بُرا کہتے۔ اور حضرت نوح خدا کے واسطے یہ تکلیفیں سہتے۔ آخر کار حضرت نوح کو ناامیدی ہوئی اور جان سے تنگ آ کر لوگوں کے واسطے بددعا کی۔ خدا نے نوح سے فرمایا کہ میں اس نافرمان اور سرکش دُنیا کے لوگوں کو ڈبو دوں گا تاکہ زمین پر گناہ باقی نہ رہے۔

۱ مار ڈالا ۔ ۲ کال ۔ ۳ پھری ہوئی ۔ ۴ جڑ ۔ ۵ تھوڑا خلاصہ ۔ ۶ اُن پر سلام ۔ ۷ بے ادبی ۔

[illegible]

جب جوان ہوئے تو خدا کا شوق خود بخود اُن کے دل میں پیدا ہوا۔ اُنھوں نے عقل کے زور سے دریافت کیا کہ دُنیا میں کوئی چیز بے بنائے نہیں بنتی۔ مٹی کا انجورہ تک کمہار بناتا ہی اور لوہے کی ذرا سی کیل بھی لوہار گھڑتا ہی۔ ابراہیم نے سوچا کہ آسمان اور زمین اور پہاڑ اور رنگ برنگ کے درخت اور جانور اور آدمی بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور ان سب کا بنانے والا وہی خدا ہی اور وہی پرستش اور عبادت کے قابل ہی۔ اس کو تلاش کرنا چاہیے کہ وہ کون ہی اور کہاں ہی۔

حضرت ابراہیم ایک جنگل میں کھڑے ہوئے یہ سوچ رہے تھے کہ اتنے میں بدر یعنی چودھویں رات کا پورا چاند بڑی شان سے طلوع[۱] ہوا۔ حضرت ابراہیم کو یہ خیال ہوا کہ یہی خدا ہی۔ پھر چاند غروب[۲] ہو گیا اور اُس کی روشنی غروب ہونے کے وقت پھیکی اور ماند ہو گئی تب حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہ خدا ہوتا تو اُس کی حالت میں یہ تغیر[۳] واقع نہ ہوتا۔ اسی سوچ میں صبح تک کھڑے رہے اتنے میں آفتاب نکلا اس چمک سے کہ آنکھ سامنے نہیں ہوتی تھی۔ تب حضرت ابراہیم نے کہا ہو نہ ہو خدا یہ ہی اور چاند سے بہت بڑا ہی۔ آخر کو آفتاب بھی ڈھلنے لگا اور اُس کی تیزی اور روشنی بھی کم ہونے لگی۔ تب حضرت ابراہیم نے جانا کہ جو کچھ ہم دیکھ سکتے ہیں اور دیکھتے ہیں خدا نہیں ہی اور خدا کا نور ایسا نہیں ہی کہ ہماری آنکھوں میں سما سکے۔ اور حضرت ابراہیم نے صدقِ دل سے اقرار کیا کہ جس نے چاند اور سورج بنائے وہ خدا ہی جو ہماری آنکھوں میں سمانے سے بری ہی۔

ابراہیم کا اس طرح کا ایمان خدا کو پسند ہوا۔ اور خدا نے ابراہیم کو پیغمبر گردانا اور ابراہیم نے وعظ اور نصیحت کرنا شروع کیا۔ ہر چند لوگوں کو سمجھایا کسی نے بھی اُن کی بات نہ مانی بلکہ لوگ

[۱] نکلا۔ [۲] ڈوب گیا۔ [۳] تبدیلی۔

اُن کے ہلاک کرنے کے درپے[1] ہوئے ایک بہت بڑا انبار لکڑیوں کا جمع کیا اور اُس میں آگ لگائی اور زبردستی ابراہیم کو پکڑ بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔ چوں کہ ابراہیم خدا کے دوست تھے خدا نے اس تکلیف کے وقت اُن کی خبر لی۔ اور اپنی قدرت سے آگ کو باغ اور انگاروں کو پھول اور لپٹ کو نسیم[2] بنا دیا۔ ابراہیم کا یہ معجزہ دیکھ کر بہت لوگ ایمان لائے۔

حضرت ابراہیم کی ایک بات مشہور قابلِ تذکرہ ہے جس سے[3] ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم بڑے ایماندار آدمی تھے۔ وہ یہ کہ اسمٰعیل اپنے بیٹے کے ساتھ ابراہیمؑ کو بڑی محبت تھی۔ جیسے کہ تمام دنیا کے باپوں کو ہوتی ہے۔ اور خدا کا یہ حکم ہے کہ دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ مجھ کو چاہو خدا کو منظور ہوا کہ ابراہیم کا امتحان لوں اور دیکھوں کہ ابراہیم بیٹے کو زیادہ چاہتا ہے کہ مجھ کو اور خدا نے ابراہیم کو خواب میں حکم دیا کہ اسمٰعیل کو میرے واسطے ذبح کر۔

بے شک یہ بڑا سخت امتحان تھا لیکن ابراہیم کا ایمان بڑا پکا تھا۔ انھوں نے صبح اُٹھ اسمٰعیل سے کہا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کروں۔ اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں۔ واہ رے سعادت مند بیٹے! اپنی جان کا کچھ خوف نہ کیا اور فوراً اسمٰعیل رضامند ہو گئے کہ بہت اچھا میں راضی ہوں مجھ کو بے تامل ذبح کیجئے۔ اگر میری جان آپ کے اور خدا کے کام آئے تو اس سے کوئی بات بہتر نہیں ہے۔ ابراہیم نے اپنے پیارے بیٹے اسمٰعیل کو خدا کے واسطے ذبح کرنے کو الگ پہاڑ پر لے گئے لیکن شفقتِ پدری کے سبب ہاتھ کانپتا تھا پھر بھی دونوں باپ بیٹے خدا کے حکم کی تعمیل پر آمادہ تھے ابراہیم نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی اور چاہتے تھے کہ اسمٰعیل کے حلقوم پر چھری پھیر دیں۔ خدا کو یہ بندگی بہت پسند آئی اور اسمٰعیل کی جگہ جنت سے دُنبہ بھیج دیا اور وہ اسمٰعیل کی جگہ ذبح ہوا۔ ابراہیم تو سمجھے کہ

[1] پیچھے پڑے۔ [2] ٹھنڈی ہوا۔ [3] ظاہر۔

میں نے بیٹے کا کام تمام کیا۔ لیکن خدا نے ابراہیم کو پکارا کہ اے ابراہیم تو ہمارا [illegible]
ہم تجھ سے بہت راضی ہیں۔ اے ابراہیم تیری اولاد میں دین اور دنیا کے بادشاہ ہوں گے
دین کے بادشاہوں سے پیغمبر مراد ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب کا تذکرہ[1] اس وجہ سے اکثر ہوتا ہے کہ ان کے بیٹے حضرت یوسف کا قصہ بہت مشہور ہے۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے۔ حضرت یوسف سب میں چھوٹے اور سب میں بلکہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت۔ حضرت یعقوب اُن کو بہت پیار کرتے تھے اس سے دوسرے بھائیوں کو حسد ہوتا تھا جس کی مذمت[2] ہم نے اوپر لکھی ہے۔ یہاں تک کہ بھائیوں کے حسد کو ترقی ہوئی کہ حضرت یعقوب کو دھوکا دے کر سیر و شکار کے حیلے سے یوسف کو لے جا کر جنگل کے کوئے میں ڈال دیا۔ اور حضرت یعقوب سے اطلاع کی کہ یوسف کو ہماری بے خبری میں بھیڑیا کھا گیا۔ اور قمیض[3] خون آلودہ حضرت کو دکھایا۔ حضرت یعقوب کو بڑا صدمہ یوسف کی مفارقت[4] کا ہوا۔ روتے روتے اندھے ہو گئے۔ لیکن مظلوم کا حامی[5] ہمیشہ خدا ہوتا ہے۔ یوسف کو خدا نے کوئے میں بچا لیا۔ اتفاقاً اُدھر سے سوداگروں کا کوئی قافلہ[6] جاتا تھا اُن کو پانی کی ضرورت ہوئی۔ لوگ اُسی کوئے میں پانی لینے آئے۔ حضرت یوسف ایک ڈول میں بیٹھ لیے۔ قافلے والے ان کو پا کر بہت خوش ہوئے۔ اور امیر قافلہ نے ان کو لیا اور اپنے دل میں کہا۔ ایسا خوبصورت لڑکا کون یہاں ڈال گیا؟ اُن دنوں بردہ فروشی[7] کا رواج تھا۔ امیر قافلہ نے سوچا کہ اس کو کسی بادشاہ کے ہاتھ بیچوں گا تو ہزاروں روپئے ملیں گے

۱ ذکر بیان۔ ۲ بُرائی۔ ۳ کُرتہ۔ ۴ جدائی۔ ۵ مددگار۔ ۶ مسافروں کا گروہ۔ ۷ غلاموں کا بیچنا۔

چنانچہ مصر میں لے جا بادشاہ مصر کے ہاتھ یوسف کو بیچ ڈالا یوسف کی صورت اور سیرت[1] دونوں اچھی تھیں۔ بادشاہ اُن کو بہت پیار کرتا تھا۔ اُس کی عورت زلیخا یوسف پر عاشق ہوئی۔ مگر حضرت یوسف پیغمبر زادے اور خود پیغمبر تھے مالک کی امانت[2] میں خیانت[3] اور دست اندازی کو حرام سمجھے۔ یہاں تک کہ زلیخا نے تہمتِ ناحق لگا کر یوسف کو قید بھی کیا۔ مگر آپ نے یہ تکلیف پسند فرمائی۔ اور خلاف حکمِ خدا کے مرتکب[4] نہ ہوئے۔

خواب کی تعبیر[5] میں حضرت یوسف کو بڑی مہارت اور استعداد تھی۔ یوسف قید میں تھے کہ شاہ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا اور کوئی شخص اُس کی تعبیر نہ دے سکا۔ بادشاہ کے دربار میں آخر اس کا تذکرہ ہوا کہ وہ غلام یوسف جو قید میں ہے اس کی تعبیر دے سکتا ہے۔ یوسف قید خانے سے طلب ہوئے اور خواب کی معقول تعبیر بیان کی۔ اور اسی تقریب میں اپنی بے جرمی بادشاہ اور دربار والوں پر ثابت کر کے قید سے رہائی[6] پائی۔ بادشاہ مصر نے بڑے معزز عہدے پر یوسف کو مقرر کر دیا۔ ان دنوں شام کے تمام ملک میں سخت قحط تھا۔ مصر میں یوسف کے حُسنِ تدبیر سے غلّہ ارزاں[7] تھا۔ دُور دُور سے لوگ مصر میں غلّہ خریدنے کو آتے تھے حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو بھیجا کہ اب یہاں کھانا نہیں ملتا تم لوگ مصر میں جاؤ اور غلّہ لاؤ۔ یہاں یوسف نے اُن کو پہچان لیا۔ لیکن بھائیوں کو تو یہ یقین نہ تھا کہ اتنی مدت کی بات ہے۔ یوسف کہیں مر کھپ گیا ہوگا۔ یہ لوگ یوسفؑ کو نہ پہچان سکے۔ آخر کار یوسف نے اپنے تئیں ظاہر کیا۔ اور سب بیتے بتائے تب یہ لوگ بہت نادم[8] ہوئے لیکن یوسف کیسے بڑے حوصلے کے آدمی تھے کہ انتقام[9] کا تو کیا مذکور انھوں نے بھائیوں سے اُن کی کج ادائی[10] کا

۱ خصلت ۲ آبرو عزت۔ ۳ چوری ۴ پسند نہ کیا۔ ۵ خواب کی حقیقت بتلانا۔ ۶ چھٹکارا ۷ سستا۔
۸ شرمندہ۔ ۹ بدلا۔ ۱۰ بدسلوکی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ލާއިލާހަ އިއްލަﷲ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہ گویا ہمیشہ دُنیا ہی میں رہیں گے۔ ہمارا تمام رات دن دُنیا کی فکر میں گزرتا ہے اور کوئی لمحہ
ایسا نہیں کہ ہم دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوں اور عاقبت کا خیال کریں۔ موت سے زیادہ
ہم کو نصیحت کرنے والا نہیں ملے گا۔ ہر روز دیکھتے ہیں کہ بادشاہ، عالم، عقلمند، فقیر، دولتمند،
لڑکے، جوان، بڈھے مرتے چلے جاتے ہیں اور کس بلا کی غفلت ہے کہ ہم پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔
مرنے کے بعد مال اولاد دوست آشنا کسی سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ بس دُنیا کے
تعلقات جیتے جی کے تعلقات ہیں۔ اور پھر ہم اپنی عمر اپنی تعلقاتِ چند روزہ میں ضائع کرتے ہیں
آدم علیہ السلام کی اولاد خدا کی نافرمانی میں اپنے پہلے باپ آدم علیہ السلام سے بہت زیادہ ہے۔
آدم علیہ السلام نے صرف ایک حکم خدا کا نہ مانا اور جنّت سے نکالے گئے۔ اور ہم ہر روز خدا کے
صدہا حکم نہیں مانتے اور افسوس ہے کہ نہ جنّت کی طمع[1] رکھتے اور نہ دوزخ سے ڈرتے۔ آدم علیہ السلام
کی نسل نے برائے نام خدا کی طرف توجہ کی بھی تو اپنی خواہشوں کو دخل دیا۔ جو حکم اپنے مطلب کا
سمجھا مانا اور جو حکم خلافِ خواہش ہوا اُس سے انحراف کیا۔

اس طور پر شروع سے مذہب کا اختلاف پیدا ہوا اور آدم علیہ السلام کی نسل کے
ساتھ اختلافِ[2] مذہب بڑھتا اور پھیلتا گیا۔ اب ہزاروں مذہب دُنیا میں ہیں بلکہ شاید ہر شخص
اپنا خاص مذہب اور خاص عقیدہ رکھتا ہے۔ ہر ایک مذہب والا دوسرے مذہب کو ناحق اور
غلط جانتا ہے اور اُس کے ماننے والوں کو کافر اور دوزخی کہتا ہے۔ لوگوں نے بڑی بڑی کوششیں کی
ہیں کہ دُنیا میں ایک مذہب ہے لیکن برخلاف اُس کوشش کے اختلافِ مذہب روز بروز
زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اگر دُنیا کے تمام مذہبوں کی تشریح اور اُن کے عقائد کی توضیح کی جائے
تو ایک دفتر درکار ہے۔ عام اور مشہور مذہب جو ہندوستان میں ہیں پانچ ہیں۔ ہندو،

---
[1] لالچ۔ [2] جدائی۔ علیحدگی۔

مسلمان، عیسائی، یہودی، گبر یعنی آتش پرست دُنیا کے معاملات میں مذہب کو کسی طرح کا
دخل نہیں دینا چاہیے۔ ہر مذہب میں ہر ایک طرح کے آدمی ملیں گے۔ پس صرف اختلافِ
مذہب کے سبب کسی کو ناپاک یا بے عزّت، دغا باز یا بد دیانت سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ اپنے
مذہب کی ہر ایک کو پچ ہوتی ہے۔ اس پچ کو دُنیا میں تعصب کہتے ہیں جس کے سبب
ہمیشہ تعصب والے لوگ آپس میں لڑا کرتے ہیں۔ مذہب کو زبان سے بُرا مت کہو اور نہ
کسی مذہب کی بزرگ چیز کو بے عزّت کرو۔ مذہب کا معاملہ آدمی اور خدا میں ہے۔ جس کا
جو مذہب ہے وہ خدا سے خاص طرح کا معاملہ رکھتا ہے۔ ہم کو اُس کے معاملے میں دخل دینا
ضرور نہیں۔ بڑی فکر تو یہ ہے کہ ہم اپنا معاملہ خدا کے ساتھ درست کریں۔ مذہب کی بحث یا
مذہب کی گفتگو مذہب کی چھیڑ چھاڑ ہرگز ہرگز مت کرو۔ اس کا انجام ہمیشہ رنج اور
فساد ہوتا ہے۔ مذہب کی تکرار سخت درجے کی بُرائی ہے۔ ہمیشہ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہیے
انگریز لوگ عیسائی ہیں۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت ہیں۔ گبر یعنی آتش پرست
اس طرف نہیں ہیں۔ مگر بمبئی کی طرف پارسی لوگ لکھ پتی، کروڑ پتی ہزاروں اس
مذہب کے ہیں۔ یہ لوگ آگ کو پوجتے ہیں اور ہمیشہ آتش خانوں میں[1] آگ کو روشن رکھتے ہیں
ہندو اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں یا کسی دریا میں بہا دیتے ہیں۔ عیسائی اور یہود اور مسلمان
زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ گبر لوگ گھرے ہوئے احاطے میں بے دفن کئے رکھ دیتے ہیں۔
جانور مُردوں کا گوشت کھا لیتے ہیں۔ ہڈیاں پڑی رہ جاتی ہیں جب احاطے میں بہت ہڈیاں
جمع ہو جاتی ہیں تو باہر پھکوا دیتے ہیں۔ اس طور پر آدمی کی شیخی اور بڑائی کا انجام ہوتا ہے کہ
قبر میں اُس کا بدن کیڑے کھاتے یا آگ میں جل کر خاک ہوتا یا دریائی جانور اُس کا گوشت

[1] آگ کی بھٹی۔

نوچتے یا کوّے اور گدھ اُس کی بوٹیاں توڑتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

یوں تو اپنی اپنی جگہ سبھی پیغمبر کوئی نہ کوئی معجزہ رکھتے تھے اور معجزہ نہ رکھتے تو اُن کو پیغمبر مانتا ہی کون۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے معجزوں کے علاوہ خود معجزہ مجسّم[1] تھے۔ یعنی شروع دنیا میں خدا نے سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام کو بدون باپ اور ماں کے پیدا کیا تھا اب اُس نے اپنی قدرت کا کرشمہ[2] اس طرح پر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ کے پیدا کیا۔ اُنھوں نے اندھوں سے کہا کہ دیکھنے لگو اور وہ دیکھنے لگے۔ لنگڑے لُولوں کو حکم دیا کہ چلو پھرو اور وہ چلنے پھرنے لگے۔ مُردوں سے فرمایا کہ جی اُٹھو اور وہ جی اُٹھے لیکن آدمی اس طرح کا ضدی مخلوق ہے کہ اپنی ضد پر آئے تو آنکھوں دیکھی بات کو جھٹلائے۔ انجام یہ ہوا کہ یہودیوں نے اُن کو اپنے پندار[3] میں سولی دے دی مگر بات یہ تھی کہ خدا نے اُن کو اپنے پاس بُلا لیا اور یہودیوں کو دھوکا ہوا۔ جتنی قسم کے انگریز ہیں سب اُنہی کی اُمّت ہیں۔ اور ان ہی کے نام پر عیسائی کہلاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دُنیا میں تھوڑے دن رہے یعنی کوئی تیس برس کی عمر تک لیکن جتنے دن رہے درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے نہ جورو کی نہ رہنے کو گھر بنایا۔ عیسائی ان کی تعظیم[4] میں یہاں تک مبالغہ[5] کرتے ہیں کہ اُن کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ مگر یہ بات کچھ سمجھ میں آنے کی نہیں۔ وہ دوسرے آدمیوں کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے دوسرے آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے اور دوسرے آدمیوں کی طرح عاجز اور بے اختیار تھے اور یہی بندہ ہونے کی شناخت ہے۔ اور یوں "پیرِ[6] من خس است اعتقاد من بس است"

۱ سر سے پیر تک۔ ۲ جلوہ ظہور۔ ۳ خیال۔ ۴ بڑائی کرنا۔ ۵ زیادتی کسی چیز کی تعریف حد سے بڑھا دینا۔ ۶ اگرچہ میرا پیر تنکے کے برابر ہے میرا اعتقاد کافی ہے۔

کا تو کچھ جواب نہیں۔ لیکن ہندوؤں کو کس مونھ سے مشرک[1] اور بُت[2] پرست کہوگے یہ دین مذہب کی
تو کچھ نہیں جاتی مگر دنیا کے اعتقاد سے تو حضرت عیسیٰ کی اُمت کو آج ایسا عروج[3] ہے کہ گویا تمام
روئے زمین پر سلطنت کر رہی ہے اور سلطنت بھی کر رہی ہے تو لیاقت اور ہنرمندی کے بَل پر۔
بے شک ہم مسلمانوں اور انگریزوں میں مذہبی اختلاف تو ہے مگر اتنا کہ ہم میں اور ہندوؤں میں۔
لیکن آخر ہم ہندوؤں میں رہتے ہیں، اُن سے ملتے جُلتے اور اُن کے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں تو
انگریزوں کے ساتھ بدرجۂ اَولیٰ[4] ہم کو دنیاوی ارتباط[5] رکھنا چاہیے اور اسی میں ہمارا فائدہ ہے۔
کیوں کہ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بَیر نبھ نہیں سکتا اور ہم کو مفلس اور محتاج اور لوگوں کی
نظروں میں خوار و ذلیل کر کے نبھا بھی تو کیا نبھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم[6]

یہ ہم مسلمانوں کے پیغمبر ہیں اور ہم لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان پر پیغمبری کا خاتمہ ہو گیا
یعنی اب تا قیامت کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تم پڑھ چکے ہو۔
اُن کی دو بیبیاں تھیں ایک کا نام سارہ جن کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔
دوسری کا نام ہاجرہ اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ دو سوکنوں[7] کی جیسا کہ
دستور ہے ایک دوسری سے بنتی نہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ اور اسحٰق کو تو اپنے
وطن ملکِ شام میں چھوڑا اور ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ملکِ عرب کے شہر مکّہ میں لا بسایا
ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وعدہ تھا کہ اُن کی نسل میں دُنیا اور دین کے بادشاہ ہوں گے۔

---

[1] خدا کی خدائی میں کسی دوسرے کو شریک کرنے والا۔ [2] بُت پوجنے والا۔ [3] بلندی، عزت، ترقی۔ [4] بہتر۔
[5] میل جول۔ [6] اُن پر خدا کی رحمت اور سلام۔ [7] پورب میں سَوت کہتے ہیں یعنی ایک میاں کی دوسری بی بی۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور آخر کار اُس کو قائم کر کے چھوڑا۔ مگر سلطنت سے اُن کو شیخی یا حکومت یا ذاتی آسائش[1]
مقصود نہ تھی۔ اُن کا صرف یہ مطلب تھا کہ تمام روئے زمین پر ایک سچے خدا کی پرستش
کی جائے اور لوگ امن اور صلح کاری سے زندگی بسر کریں اور لڑائی اور جھگڑا اور
ظلم و فساد موقوف ہو۔ اُن کا اپنا حال یہ تھا کہ نہایت سادہ اور بے تکلف اور متواضع[2]
طور پر رہتے تھے۔ گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنے میں اُن کو عار نہ تھا۔ کپڑے میں
پیوند کی ضرورت ہوتی تو اپنے ہاتھ سے لگا لیتے۔ جوتی ٹوٹ جاتی تو آپ درست
کر لیتے۔ ساری عمر جَو کے بے چھنے آٹے کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ اکثر ایسا ہوا
کہ پیغمبر صلعم کے گھر میں چراغ تک نہیں جلا اس لیئے کہ تیل نہ تھا۔ اور مصیبت مند
زندگی کچھ مفلسی اور ناداری کی وجہ سے نہ تھی بلکہ آپ کا مزاج اس درجے کا سخی
واقع ہوا تھا کہ اگر اُن کو اشرفیوں کے ڈھیر پر بٹھا دیا جاتا تو جب تک ایک ایک
کر کے بانٹ نہ دیتے اُن کو چین نہ پڑتا۔ وہ اپنی ضرورتوں کی مطلق پروا نہیں کرتے تھے
تواضع اس قدر تھی کہ لوگوں کو اپنی تعظیم کے لیئے کھڑے ہونے تک کی اجازت
نہ دیتے۔ حضرت انس رض آپ کے خادم تھے اُن کا بیان ہے کہ میں نو برس کی عمر سے
پیغمبر صاحب کی خدمت میں رہا۔ نوعمری کی وجہ سے مجھ سے اکثر قصور ہوتے
رہتے تھے۔ آپ کسی کام کو فرماتے اور میں کھیل میں لگ جاتا یا چیزوں کا نقصان
کرتا آپ نے کبھی مجھ کو ملامت نہیں کی کہ یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ گھر میں
جو کچھ پکتا آپ خوش دلی کے ساتھ کھا لیتے۔ نہ بھاتا تو کم کھاتے مگر کھانے کو کبھی برا
نہیں بتایا۔ آپ کی ساری زندگی اسی ایک دُھن میں گزر گئی کہ کسی طرح دینِ اسلام کی

[1] آرام۔ [2] مسکین طور پر۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شمس العلماء ڈاکٹر مولوی نذیر احمد مرحوم کی دیگر تصانیف

جو نوعمر بچوں کے لئے ازبس مفید ثابت ہوئی ہیں

منتخب الحکایات۔ بچوں کے لئے کہانیاں .... قیمت ۸ر

عزم بالجزم۔ جسمیں بتلایا گیا ہو کہ ہمت اور استقلال کے آگے سب مشکلیں سہل ہیں قیمت ۱۲ر

رسم الخط۔ نوآموز اور کم استعداد بچوں کو صحیح املا لکھنا سکھانے کا بہترین رسالہ جس کو پڑھکر نوعمر بچے موٹی غلطیوں سے محفوظ رہتے ہیں .... قیمت ۶ر

نصاب خسرو حضرت امیر خسروؒ کی خالق باری جسکو کچھ ترمیم اور اضافہ کے بعد مناسب زمان حال کیا گیا ہو۔ ڈھائی سو الفاظ عربی اور پانچسو الفاظ فارسی کا نادر مجموعہ۔ قیمت ۶ر

صرف صغیر۔ قواعد فارسی کے ابتدائی اُصول بڑی وضاحت اور سلیس پیرایہ میں بتلائے گئے ہیں صفوۃ المصادر (آمدنامہ) سے زیادہ مفید .... قیمت ۶ر

مالغنیک فی الصرف۔ زبان عربی کے قواعد صرف پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہو قیمت ۸ر

توضیح المرام۔ علم نحو عربی کی نہایت مبسوط اور مشرح کتاب زیر طبع

مبادی الحکمۃ۔ علم منطق کے پیچیدہ قواعد کو سلیس اور عام فہم کرنے کے لئے یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہو۔ گورنمنٹ نے پانچسو روپیہ انعام دیا ہو .... قیمت عہ

موعظہ حسنہ۔ وہ تمام نصیحت آمیز خطوط جو مولانا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بزمانہ تعلیم لکھے تھے نوعمر طلبا کے لئے ازبس سبق آموز اور مفید ہیں .... قیمت عہ

ملنے کا پتہ۔ بشیر الدین احمد اینڈ سنز کھاری باولی دہلی

[illegible]

[illegible]

[illegible]